SCERT TELANGANA

School Education Department
Telangana, Hyderabad.

State Curriculum Framework-2011

Position Paper

on

Language and Language Teaching

Urdu

State Council of Educational Research & Training,
Telangana, Hyderabad.

State Curriculum Framework-2011

Position Paper

on

Urdu

State Council of Educational Research & Training,
Telangana, Hyderabad.

SCERT TELANGANA

First Print 2011

Reprint 2019

State Council of Educational Research & Training,
Telangana, Hyderabad.

SCERT TELANGANA

زبان اور تدریس زبان

ایک خاکہ

ایس سی ای آر ٹی
آندھرپردیش
حیدرآباد۔
اپریل۔2011

SCERT TELANGANA

فہرست

باب۱: زبان کی ماہیت: ایک نیا نقطہ نظر

۱۔تعارف:

زبان کیا ہے؟

زبان کی صلاحیت

بچّے زبان کیسے سیکھتے ہیں

زبان کی معلومات اور نتائج (input, output)

باب۲: زبان، سماج اور دیگر موضوعات

زبان اور معاشرہ

کثیر لسانیت

آندھرا میں کثیر لسانیت

زبان اور خیال

زبان اور بولی

زبان اور رسم الخط

ثانوی زبان کی آموزش

زبان اور جامع تعلیم

حقِ تعلیم 2009 اور زبان کے معاملات

نئے نقطۂ نظر کا کمرۂ جماعت پر اطلاق

باب۳: آموزشِ زبان کے نتائج

تعارف

متوقع نتائج

SCERT TELANGANA

جمالیاتی حسیت اور سماجی ذمّہ داری
کثیر لسانی بیداری

باب۴: مختلف طریقۂ کار، درسی کتابیں اور مواد

تعارف
تدریسی آموزشی مشقیں اور حکمتِ عملیاں
درسی کتابیں اور دیگر لسانی وسائل
آموزشِ زبان: اضافی مواد

باب۵: قدر پیمائی

تعارف
بامعنی قدر پیمائی
ہمیں کیا کرنا ہے

باب۶: استاد کی تربیت

تعارف
این سی ایف۔2005 اور آر ٹی ای۔2009

باب۷: سفارشات

ضمیمہ (۱) صلاح کار اور اراکین لسانی کمیٹی
ضمیمہ (۲) حوالہ جات

SCERT TELANGANA

چند لفظوں میں

یہ بنیادی خاکہ اس تدریسی طریقۂ کار کے فریم ورک پر مبنی ہے جس کے ذریعے اسکول میں زبان کی تدریس ہونی چاہیے۔ یہ ان نظریاتی اصولوں پر مبنی ہے جو ابتدائے بچپن کے فطری ماحول میں تحصیلِ زبان کی ضرورت کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ تمام بچے، اگر انھیں مشفقانہ ماحول دیا جائے اور وہ کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے کسی دماغی کمزوری کا شکار نہ ہوں، چار سال کی عمر تک بنا کسی کوشش کے ایک یا ایک سے زیادہ زبانیں سیکھ لیتے ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بچے اتنی کم عمری میں آوازوں لفظوں اور معنی کی سطح پر انسانی زبان کے پیچیدہ ڈھانچے کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک خلقی لسانی صلاحیت لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ اس فریم ورک کے دو اور اصول ہیں: بہترین مواقع کی فراہمی اور کثیر لسانیت ۔ اسکول کے رسمی ماحول میں اس خلقی صلاحیت کے فروغ کے لئے بچے کو ہمدردانہ ماحول، شفقت اور چیلینجوں سے پُر دل چسپ اور بہترین مواقع کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ تا کہ اس کے لئے ایک سازگار ماحول بنایا جاسکے جو اس کے فطری ماحول سے قریب تر ہو۔ پھر یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اکثر کلاس روم، بہت سی زبانوں اور زبانوں کی بہت سی اقسام کے ساتھ کثیر لسانی ہوتے ہیں۔ اگر بچوں کی زبانوں کا احترام نہ کیا جائے اور انھیں تدریسی عمل کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو بچے خود کو الگ تھلگ محسوس کریں گے اور اسکول چھوڑ دیں گے یہ خاکہ تدریسِ زبان میں کثیر لسانیت کی دلیل پیش کرتا ہے۔ حالیہ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ علمی کامیابیوں، ذہنی نشو و نما، سماجی رواداری اور کثیر لسانیت میں ایک مثبت باہمی تعلق ہے۔ اس لئے کسی بھی زبان کی تدریس کے لئے کثیر لسانیت کو بڑھاوا دینا ضروری ہے۔

یہ پیپر سات ابواب اور دو ضمیموں پر مبنی ہے ۔ پہلے اور دوسرے باب میں زبان کی ماہیت کے ساتھ لسانی صلاحیت کی نوعیت پر تفصیلی گفتگو، تحصیلِ زبان کے عمل، زبان سماج اور، خیال کے باہمی تعلق؛ زبان اور بولی، زبان اور رسم الخط پر بات کی گئی ہے۔ تدریسِ زبان کے مندرجہ بالا نظریے کے بعد کثیر لسانیت پر مرکوز موضوعات اور کلاس روم میں ان کے اطلاق پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس باب میں آر ٹی ای 2009 میں دی گئی کچھ لسانی شقوں میں بتایا گیا ہے اور اس پر بھی بات کی گئی ہے کہ معذور بچوں کے لئے اسکولوں کو کیا کرنا چاہیے۔ یہ پیپر مدلل انداز میں اس بات پر زور دیتا ہے کہ کسی بھی قسم کے معذوری کے شکار بچوں کی ذہنی، جسمانی، ثقافتی رسائی اسکول تک ہونی چاہیے۔

باب نمبر۳ تحصیلِ زبان کے نتائج پر مبنی ہے۔ یہ اس پر زور دیتا ہے کہ تدریسِ زبان کے تمام پروگراموں کا بنیادی فوکس ان زبانوں کی قابلیت کی سطح کو بڑھانے پر ہونا چاہیے جنھیں بچے اپنے ساتھ اسکول لے کر آتے ہیں۔اس سے بھی بحث کی گئی ہے کہ بچے کی مادری زبان/ زبانوں میں قابلیت کے اعلیٰ معیار کو یقینی بنایا جائے۔ یہ نہ صرف دیگر زبانوں میں لسانی قابلیت کے اعلیٰ معیار کے حصول میں کارآمد ثابت ہوگا بلکہ سوشل سائنس، سائنس، ریاضی وغیرہ کے بنیادی اصولوں کو سمجھنے میں بھی مدد دے گا۔اس بات پر بھی بحث کی گئی ہے کہ صرف چار مہارتوں (LSRW) کو سیکھنے پر ہی توجہ نہ دی جائے بلکہ سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کے ساتھ سمجھنے کو بھی مرکزیت حاصل ہونی چاہیے۔ چوتھا باب میں طریقۂ کار، درسی کتابوں اور مواد پر بات کی گئی ہے۔اس میں کہا گیا ہے محض درسی کتابوں کے دائرے سے آگے نکل کر، مکالمے کے تنوع،اور زبان کے بارے میں مزید جاننے کے لئے بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ دماغ مشق، اجتماعی مطالعہ، مباحثے، رپورٹنگ، دیواری رسالے، ڈرامہ، کٹھ پتلی کا تماشا، پروجیکٹ، کوریوگرافی وغیرہ زبان سیکھنے کے عمل میں ہر سطح کے بچوں کے لئے بہت مفید تکنیکیں ہیں۔ پانچواں باب قدر پیمائی پر مبنی ہے اور ایسی جامع اور مسلسل قدر پیمائی پر زور دیتا ہے جو سیکھنے سکھانے کے عمل (تدریس، آموزش) کا حصہ ہے۔تدریسی قدر پیمائی کا عمل ایسا ہونا چاہیے جو بچے کی شخصیت کے ذہنی، سماجی، اخلاقی، اور جمالیاتی پہلوؤں کی نشوونما کو یقینی بنائے۔ چھٹواں باب، اساتذہ کی تربیت کے بارے میں ہے۔جس میں اپیل کی گئی ہے کہ ملازمت سے پہلے اور دورانِ ملازمت اساتذہ کی مسلسل تربیت کی نظری تشکیل کی جائے۔آخری باب سفارشات کے سیٹ پر مشتمل ہے جو مستقبل میں اسکولی تعلیم میں مثبت مداخلت کے لئے بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔

ضمیمہ I لسانی کمیٹی کے اراکین اور صلاح کاروں پر مشتمل ہے۔ضمیمہ II میں حوالہ جاتی فہرست ہے جو ان لوگوں کے لئے کارآمد ہوگی جو زبان کے معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہماری تجویز ہے کہ یہ تمام کتابیں اور مضامین ریاست کے تمام ڈی آئی ای ٹی ایس (DIETS) میں دستیاب ہونے چاہئیں۔

1. زبان کی ماہیت: ایک نقطۂ نظر

یہ تعارفی کلمات اوراس کے ضروری حصّے، جن پر آگے چل کر بات کی جائے گی، قومی درسیاتی خاکہ۔2005، ہندوستانی زبانوں کی تدریس اورانگریزی زبان کی تدریس سے متعلق این سی ای آر ٹی کے دو بنیادی خاکوں پر مبنی ہیں۔ زبان کے جس نئے نظریے کو یہاں پیش کیا گیا ہے وہ تدریسِ زبان کے عمل میں نقل اورتحرک کے روایتی طریقوں سے واضح طور پر مختلف ہے۔ عام لوگ زبان کو صرف بات چیت کا ایک ذریعہ مانتے ہیں۔ پیشہ ور ماہرِ لسانیات بھی زبان کو محض لغت اور جملہ سازی کے اُصولوں کے ایک مجموعے کے طور پر دیکھتے ہیں جو آوازوں، لفظوں اور جملوں کی سطحوں پر بہت سے اصولوں کے ذریعے منظّم طور پر بندھی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی اس طرح کی باتیں زبان کی ایک مکمل تصویر پیش نہیں کرتیں۔ زبان کو ایک وسیع تر فریم ورک میں سمجھے جانے کی ضرورت ہے تاکہ اساتذہ، ان کی تربیت کرنے والے اساتذہ، درسی اسباق کے مصنفین، درسیات کا خاکہ تیار کرنے والوں اور تعلیمی منصوبہ بندی کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔ اس کی جانچ ہمہ جہتی یعنی ساختیاتی، ادبی، سماجی، تہذیبی، نفسیاتی اور جمالیاتی زاویوں سے ہونی چاہیے۔

زبان کیا ہے؟

افراد یا معاشرے کا تصور زبان کے بغیر کیا جانا مشکل ہے۔ دراصل زبان ہماری شناخت قائم کرتی ہے اور ہمیں قدرت اور معاشرے سے جوڑتی ہے۔ ہمارے ذہن میں قدرت اور سماج دونوں کی نمائندگی زبان کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ زبان بنی نوع انسان کی ایک انوکھی خصوصیت ہے۔ یہ ہمارے خیالات کا وسیلہ ہے۔ ہم اسے کھیلنے، سوچنے، خواب دیکھنے، معلومات کے تبادلے اظہارِ جذبات، اور مسائل کے حل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہم زبان کا استعمال دوسروں سے ہی نہیں خود سے گفتگو کے لیے بھی کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ زبان معاشرے میں طاقت کے رشتوں (Power Relations) اور ہمارے سماجی رویّوں کے ساتھ مضبوطی سے بندھی ہوئی ہے۔

اساتذہ، والدین، اساتذہ کے تربیت کار، اور تعلیمی منصوبہ سازی کرنے والوں کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ تمام بچّے چار سال کی عمر تک لسانی طور پر بالغ ہو جاتے ہیں۔ والدین یا کوئی رشتے دار بچّوں کو شعوری طور پر زبان نہیں سکھاتے ہیں۔ بچّے لفظ، معنی جملے اور آوازوں کی سطح پر زبان کے اصولوں کے اس پیچیدہ و وقیع نظام کو سمجھ لیتے ہیں جو آوازوں، لفظوں، جملوں اور معنی کی بنیاد پر قائم ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ موقع و محل کے مطابق مناسب زبان میں اپنی بات کہنے کی ترسیلی صلاحیت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ ایک اُردو بولنے والا بچّہ جانتا ہے کہ اُسے کب you کے لیے تُو، تُم یا آپ بولنا ہے۔

SCERT TELANGANA

زبان کی صلاحیت:

اوپر کہی گئی باتوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بچّے پیدائشی طور پر زبان سیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے بچّے صرف ایک زبان ہی نہیں بلکہ آس پاس بولی جانے والی ساری زبانیں سیکھ لیتے ہیں۔اس سے پتا چلتا ہے کہ اگر ہم بچّے کی تحصیلِ زبان کی اس خلقی صلاحیت کے ساتھ محبت وشفقت بھرا ماحول اور بہترین مواقع بھی فراہم کریں تو بچّہ خود بخود زبان سیکھ لے گا ۔اس بات کا علم کہ بچّہ آموزشِ زبان کی خلقی صلاحیت رکھتا ہے،ہمیں تدریس کے بنیادی طریقوں کو بدلنے پر مجبور کرتا ہے۔اگر ہم اُنھیں چیزوں کو جاننے سمجھنے اور پھر ان کے محتاط اظہار کے موقعے فراہم کریں تو بچّے نئی زبان آسانی سے سیکھ لیتے ہیں۔اس لیے ہماری تدریس قواعد سے زیادہ معنی پر مرکوز ہونی چاہیے۔

بچّے زبان کیسے سیکھتے ہیں؟

جس بچے کی مادری زبان اُردو ہے وہ عام طور کہتا ہے:

’’امّاں کھانا دو۔کھانے کے بعد میں کھیلوں گا۔

آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ بچہ ’دینا‘ ،’دوں‘،’دیا‘ یا’کھیلتا ہے‘وغیرہ کہہ سکتا تھا۔مگر کیونکہ وہ امّاں کہہ رہا ہے’میں‘ یا ’وہ‘ نہیں کہہ رہا ہے اس لیے بچّہ’دیا‘ ’دوں‘ یا’دینا‘ کے بجائے’دو‘استعمال کرر ہا ہے۔اسی طرح وہ اپنے لیے’کھیلتا ہے‘ یا’کھیل رہا ہے‘ کے بجائے ’کھیلوں گا‘استعمال کرر ہا ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچّے نے اُردو کے جملوں کے بارے میں قواعد کا ایک نظام وضع کرلیا ہے جو اُسے کسی نے نہیں سکھایا۔ ہر اُستاد کو اپنے ذہن میں یہ بات رکھنی چاہیے کہ تمام بچّے تحصیلِ زبان کی اختراعی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔

اگر آپ مندرجہ بالا جملے پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ زبان کتنی پیچیدہ ہے۔یہ اصولوں پر مبنی ایک پیچیدہ نظام ہے۔مندرجہ بالا جملہ ترتیبِ الفاظ کی پیچیدگی،موضوع اور شے کے رشتے،معروف ومجہول فعل وغیرہ کی پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔

کوئی شخص زبان کو لفظ بہ لفظ یا جملہ بہ جملہ نہیں سکھاتا بلکہ بچّے اس کا علم الگ الگ صورتِ حال کے مطابق غیر رسمی طور پر حاصل کرتے ہیں۔ہمیں اُن سے کسی ایسے فوری نتیجے (output) کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے جو تحصیلِ زبان سے مطابقت رکھتا ہو۔بچّے اُسی وقت بولیں گے جب وہ ذہنی اور جسمانی طور پر اس کے لیے تیار ہوں گے اور جب اُن کے سامنے کُچھ کہنے کے لیے ایک مناسب صورتِ حال ہوگی۔ایسی فضول مشق جو بچّے کو رٹی رٹائی زبان دوہرانے پر مجبور کرے،کوشش کو ضائع کرنا ہے۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

☆ انسان کے بچّے کو موروثی طور پر ایک لسانی نظام، جسے عالمی قواعد (Universal Grammer) [چومسکی] کہتے ہیں ملا ہے۔ تحصیلِ زبان سے ہم اسی فطری نظام کا منکشف ہونا مراد لیتے ہیں۔

☆ تحصیلِ زبان کا ارتقا الحاقی یا خطِ مستقیم ہونے کے بجائے پیچ دار یا دائرہ نما شکل میں ہوتا ہے۔

☆ زبان کی تحصیل کا تعلق نقل سے کم ہے جو بظاہر نقل لگتی ہے وہ دراصل سیکھنے والے کی لسانی معلومات کی خلقی تشکیل کا عکس ہے۔

☆ زبان کی تحصیل دوہرائے جانے کا عمل نہیں بلکہ اسے بامعنی مکالمے اور ضرورت کے مطابق لسانی حقائق کے اعادے سے سیکھا جاتا ہے۔

☆ زبان کی تحصیل تنہا الفاظ اور ساخت کے ذریعے نہیں ہوتی بلکہ گفتگو کرنے اور سننے والے کے مجموعی لسانی اظہار میں شامل ہوتی ہے۔

☆ زبان محض چار مہارتوں سماعت، تقریر، قرأت، تحریر (LSRW) کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ اس کا اظہار ان مہارتوں کی ادائیگی میں ہوتا ہے۔ زبان کا ارتقا ہمیشہ 'جز' سے 'کُل' کی جانب ہوتا ہے۔ اس کے لیے زبان کا بھرپور استعمال ضروری ہے جو اس بات کو یقینی بنائے کہ بچّوں کو گفتگو کی سطح پر معلومات فراہم کر کے (input) ان سے گفتگو کی سطح پر ہی نتائج (output) حاصل کیے جائیں۔

☆ تحصیلِ زبان تعاون واشتراک کے ماحول میں ہی ممکن ہے (وائیگوتسکی، برونر) جہاں بچے کو خود سے اور دوسروں سے بات چیت کے پورے مواقع حاصل ہوں۔

زبان: معلومات اور نتائج (input output)

☆ والدین اور اساتذہ دونوں میں تحمّل کا ہونا ضروری ہے۔ ان کے لیے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ممکن ہے شروعات میں بچّے کو بہت سی معلومات کی ضرورت ہو اور شاید وہ زیادہ نتائج نہ دے سکتا ہو۔ خاموشی کا ایک ایسا وقفہ ہمیشہ ہوتا ہے جس میں تحصیل کا عمل واقع ہوتا ہے۔ ایک بار جب بچہ اس کے لیے تیار ہو جائے تو نتیجہ ہمیشہ دی گئی معلومات سے بہتر ہوتا ہے۔

☆ تحصیلِ زبان کسی مخصوص ترتیب میں نہیں ہوتی مثلاً حرف، لفظ، جملہ وغیرہ، بچہ زبان کو جز و سے کل کی ترتیب کے بجائے مکمل شکل میں سیکھتا ہے۔ بچہّ گفتگو میں حصہّ لیتے ہوئے آواز الفاظ اور جملوں کا ایک منفرد نظام قائم کر لیتا ہے۔

☆ تحصیلِ زبان میں آسان سے پیچیدہ یا پیچیدہ سے آسان کی کوئی مقررہ ترتیب نہیں ہوتی۔ والدین، رشتے دار یا دوست، بچے سے بات کرنے سے پہلے یہ نہیں سوچتے کہ وہ آسان جملے بولیں یا پیچیدہ جملے استعمال کریں۔

SCERT TELANGANA

☆ معنی سازی کے عمل میں بچہ الفاظ کے معنی کو انھیں حوالوں کے ساتھ اپنے اندر جذب کرتا ہے جن کے لیے وہ استعمال کیے گئے ہیں۔

☆ بچّہ محدود اور جانے پہچانے ذخیرۂ الفاظ سے حالات کے تقاضے کے مطابق بے شمار جملے بنا سکتا ہے۔

☆ بچے کو ایسی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے جو قابلِ فہم ہونے کے ساتھ چیلنجنگ بھی ہوں۔ تفہیم ذہن میں چلنے والا ایک عمل ہے۔ ایسی بہت سی چیزیں (چند مانوس الفاظ کی ترسیل، ظاہری تاثرات، سیاق، وغیرہ) ہو سکتی ہیں جو دوسری زبانیں سُنتے وقت کسی فرد کی مدد کرتی ہیں۔

SCERT TELANGANA

2. زبان،سماج اور دیگر موضوعات

زبان اور سماج :

حالانکہ بچّے لسانی صلاحیت لے کر پیدا ہوتے ہیں، انفرادی زبانیں ایک مخصوص سماجی، تہذیبی، اور سیاسی سیاق میں سیکھی جاتی ہیں۔ ہر بچّہ، کہاں کہنا ہے، کس سے کہنا ہے، اور کس سے کیا کہنا ہے، سیکھتا ہے۔

'سماج کے باہر زبان کا وجود اور ترقّی ممکن نہیں' آور ورن

جیسا کہ اورورن نے بتایا کہ سماج اور زبان دونوں کا آپس میں ایک رشتہ ہے۔ سماج کے بغیر زبان کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ سماج بدلتا ہے تو زبان بھی بدلتی ہے۔ اس طرح تحصیلِ زبان انسان کی خلقی صلاحیت اور اردگرد کے ماحول کے پیچیدہ باہمی ربط کا نتیجہ ہے۔

سماج میں زبان کا استعمال ایک دوسرے سے گفتگو کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ سماجی ضرورتوں کے مطابق تبدیل ہوتی ہے۔ انسانی رشتوں میں بھی یہ ایک اہم کردار ادا کرتی ہے کسی بھی زبان کی مقبولیت سماجی رابطے، استعمال اور چلن پر منحصر ہے۔
سماج، لوگوں کے ایک ایسے گروہ کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا جن کی کُچھ مشترک قدریں ہوتی ہے اور ان اقدار کو اپنی وضاحت اور قبولیت کے لیے ایک زبان کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ زبان ہی ہے جو انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتی ہے اور انھیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر رکھتی ہے۔

کثیرلسانیت :

کثیرلسانیت انسانی شناخت کا لازمی حصّہ ہے۔ یہاں تک کہ دور دراز کے کسی گاؤں کی نام نہاد 'یک لسانیت' کے پاس بھی زبانی اظہار کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں جو ابلاغ کے ٹکراؤ کی صورت میں حالات کے مطابق کام کرنے میں اس کی مدد کرتی ہیں۔
سماج کا ہر طبقے کے پاس ہر قسم کی صورتِ حال میں گفتگو کے لئے زبانی اظہار کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ کلاس روم میں کثیرلسانیت کا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ لیکن یہ رُکاوٹ ہرگز نہیں ہے بلکہ اسے بچّے کو مطلوبہ زبان سیکھنے کے قابل بنانے میں ایک وسیلے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کثیرلسانیت کی بقا اور اسے پنپنے کے مواقع دیے جانے کو ہماری لسانی منصوبہ سازی میں مرکزی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

SCERT TELANGANA

ایسے طریقے تلاش کیے جانے ضروری ہیں جن سے مختلف قسم کی تکثیریت کے استعمال اور کلاس روم میں بولی جانے والی تمام زبانوں کے لیے احترام کو ملحوظ رکھا جاسکے۔ اگر بچّے کی آواز نہیں سُنی جائے گی تو وہ یقیناً خود کو الگ تھلگ محسوس کرے گا اور اسکول چھوڑ دے گا۔ میکانکی اور اُکتا دینے والی قواعد کے بجائے ہم کلاس روم میں زبان کی ساخت کو سمجھانے کے لیے، لسانی تکثیریت کو وسیلے کی طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

آندھرا میں کثیر لسانیت :

ہندوستان کی کسی بھی دوسری ریاست کی طرح آندھرا پردیش بڑے پیمانے پر کثیر لسانی ہے۔ یہاں زبانوں کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہاں مخصوص زبانوں جیسے تلگو، اُردو، انگریزی وغیرہ کے ساتھ کئی قبائلی زبانیں بھی ہیں جنھیں ان تمام لوگوں کی توجہ کی خاص طور پر ضرورت ہے جو تعلیم کے میدان سے جُڑے ہوئے ہیں۔ بہت سے تربیت کار اور دانشور ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں جیسے آندھرا پردیش کا مسئلہ صرف تلگو اور انگریزی ہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مختلف کلاسوں میں موجود کثیر لسانیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے ،کلاس روم سرگرمیاں، درسی کتابوں، نصاب اور درسیات کی منصوبہ بندی کی بھی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کثیر لسانیت کے فروغ اور استعمال سے تدریسی مقاصد کے حصول اور ذہنی نشو ونما کے سلسلے میں مثبت نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

☆ حالانکہ آندھرا پردیش کی سرکاری زبان تلگو ہے مگر ترسیلِ عامہ کے لیے دوسری بہت سی زبانیں استعمال کی جاتی ہیں۔

☆ تلگو، اُردو، انگریزی خاص ذریعۂ تعلیم ہیں اس کے ساتھ کچھ علاقوں میں ہندی، گجراتی، اور دوسرے اقلیتی میڈیم اسکول چلائے جارہے ہیں۔

☆ آندھرا پردیش کے قبائلی علاقوں میں کولامی، کویا، کونڈا، بنجارا، کوی، کونڈی، سورا، آدی باسی، اور اُڑیہ زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔

☆ آندھر پردیش کے ماہرینِ لسانیات مثلاً پردیشتو مائی، ڈونپّا، بھدری راجو، کرشنا مورتی، چیکری راماراؤ، بودا راجو، رادھا کرشنا، کوماراجو، سوراورم، پرتاپ ریڈی، وغیرہ کے تحقیقی مطالعے اسکولوں میں کثیر لسانی تعلیم کے نفاذ کے لیے بہت کار آمد ہیں۔

زبان اور خیال :

پہلے کیا آتا ہے زبان یا خیال؟ یہ واقعی ایک مشکل سوال ہے زبان اور خیال ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں اور بغیر کسی کوشش کے خود بخود ایک دوسرے کی حدوں میں داخل ہوتے ہیں۔ کیا ہم زبان کے بغیر کسی خیال کا تصور کر سکتے ہیں؟

SCERT TELANGANA

زبان بچّے کے جذباتی پہلو کو چھوتی اور متحرک کرتی ہے اس طرح زبان کسی شخص کو کسی شے کی تکمیل یا مخصوص حالات میں اپنی بقا کے بارے میں سوچنے میں مدد دیتی ہے۔ خیال، زبان کو ہمہ گیر بناتا ہے۔

☆ زبان اور خیال کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ان دونوں کا تعلق یقیناً پیچیدہ ہے

☆ زبان ایک جانب تو ہمارے فکری عمل کی تشکیل کرتی ہے اور دوسری جانب ہمیں علم اور تخیل کی نئی دنیاؤں کی سیر کراتی ہے۔

☆ زبان کے ذریعے تہذیب اور رسم و رواج بھی ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتے ہیں۔

☆ زبان، خیال کو شکل دیتی ہے۔ خیالات کا تنوع تخلیقیت کا محرک ہوتا ہے۔ اگر ایک بچّے کو اختراعی انداز میں سوچنے کا موقع دیا جائے تو وہ کہانی، نظم، گیت، انشائیہ، وغیرہ کی تخلیق کر سکتا ہے

☆ زبان کی کلاس میں ایک طالبِ علم کو اپنے تخیل اور تخلیقیت کی ترقی کے لیے بھرپور موقعے ملنے چاہیے۔ بچّوں میں لسانی استعداد کی ترقی کے ضمن میں کلاس روم کا ماحول اور اُستاد شاگرد کے درمیان مثبت رشتوں سے اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

زبان اور بولی :

زبان اور بولی کے فرق کو بنا سوچے سمجھے تسلیم کر لیا گیا ہے اور عام طور پر لوگ زبان کو بولی سے زیادہ باوقعت سمجھتے ہیں نیز بولی کو زبان کی خام اور منجمد قسم کے طور پر لیتے ہیں۔

زبان اور بولی کے درمیان فرق کو لے کر ایک عام خیال یہ ہے کہ

☆ زبانوں کا ایک مخصوص قواعد اور رسم الخط ہوتا ہے جو انھیں سے مخصوص ہوتا ہے جبکہ بولیوں کے پاس کُچھ نہیں ہوتا۔

☆ زبان ایک وسیع علاقے میں ایک بڑی آبادی کے ذریعے بولی جاتی ہے جبکہ بولی مقامی ہوتی ہے یا ایک مخصوص علاقے میں محدود سطح پر بولی جاتی ہے۔

☆ زبان معیاری اور شستہ ہوتی ہے اور ادب، صحافت، سرکاری اور دوسرے دفاتر، کورٹ وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔ جبکہ بولی صرف عام بول چال کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

حالانکہ لسانی و سائنسی نقطۂ نظر سے:

☆ زبان اور بولی میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں کے اصول اور قواعد ہوتے ہیں۔

☆ بولی لکھی بھی جا سکتی ہے اور اس کے زبان و قواعد بھی تیار کیے جا سکتے ہیں۔

☆ زبان کسے کہتے ہیں اور بولی کیا ہوتی ہے یہ پوری طرح ایک سیاسی اور سماجی معاملہ ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ زبان صرف ایک بولی ہے جو اپنے ساتھ ایک برّی اور بحری فوج رکھتی ہے۔ یعنی جس زبان کو دولت مند اور طاقتور طبقے کی حمایت حاصل ہوتی ہے اسے معاری زبان کی شناخت مل جاتی ہے۔

اہم لوگوں (دولت منداور طاقتور) کی سرپرستی حاصل کرنے اوران کے ذریعے استعمال کی جانے والی ایک قسم، جوتوجہ حاصل کرلیتی ہےاور کُچھ وقت گزرنے کے بعدزبان قراردے دی جاتی ہے۔ بتدریج اس کی لغت اور قواعدلکھی جاتی ہےاوروہ اس علاقے کی ادبی زبان بن جاتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ زبان معیاری ہوجاتی ہے۔اسکولوں میں بچّوں کے ذریعۂ تعلیم بن جاتی ہےاور کُچھ عرصے کے بعداس علاقے کے دوسرے ذرائع ترسیل اس مخصوص زبان کی بولیاں قراردے دیے جاتے ہیں۔

اس پیچیدہ سیاسی اورسماجی عمل میں پسماندہ بچّے کواس لیےنقصان ہوتا ہے کہ یہ بچّے جوزبان لےکراسکول آتے ہیں، معیاری زبان سیکھنے کے لیےانھیں اس کی قربانی دینی پڑتی ہے۔اُستادخودکومعیاری اورخالص زبان کا رکھوالا سمجھتا ہے۔

اُستادکواپنے ذہن میں یہ بات رکھنی چاہیے کہ:

- ☆ بچّہ زبان کے ذخیرے کےساتھ اسکول آتا ہے۔جوزبان وہ بولتا ہےاس کےتقریباًتمام قواعدکوجانتا ہے۔
- ☆ اسکول میں اس کی مادری زبان کا ذریعہ تعلیم نہ ہوناایک سیاسی مسئلہ ہے وہ اپنی زبان میں غلطی نہیں کرسکتا۔
- ☆ ایک معیاری زبان سیکھنے میں اس سے جوغلطیاں سرزدہوتی ہیں وہ بے بنیاداورغلط نہیں بلکہ وہ ایک خاص پیٹرن کی عکاسی کرتی ہیں۔
- ☆ غلطیاں وقت کے ساتھ دُرست ہوجاتی ہیں۔دراصل یہ غلطیاں سیکھنے کےعمل کےضروری مراحل ہیں۔
- ☆ مادری زبان سیکھنے والا بچّہ بھی وہی غلطیاں کرسکتا ہے جودوسری اورتیسری زبان سیکھنے والے کرتے ہیں۔

زبان اوررسم الخط :

زبان بنیادی طور پرگفتگو ہے۔رسم الخط صرف اس کی تحریری علامت ہے۔کسی بھی زبان اوراس کےرسم الخط میں کوئی موروثی رشتہ نہیں ہے۔دراصل دُنیا کی تمام زبانیں ایک ہی رسم الخط میں لکھی جاسکتی ہیں یا کوئی شخص کسی خاص زبان کومعمولی تبدیلی کے ساتھ دُنیا کے تمام رسم الخطوں میں لکھ سکتا ہے۔زبان رسم الخط سے پہلے وجود میں آئی۔کُچھ زبانوں کےادب کی ترقی میں رسم الخط کا کوئی کردار نہیں ہے۔رسم الخط سماج میں اپنی افادیت اورسماج کےصاحبِ اقتدار طبقے پرمنحصر کرتا ہےاس لیے یہ بات حیران کُن نہیں ہے کہ رسم الخط بھی اقتدار کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔کئی زبانیں جو پہلے عربی، فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی تھیں اب گورمُکھی، دیوناگری، رومن رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔مثال کے طور پران دنوں اُردوشاعری عربی فارسی، دیوناگری، اوررومن رسم الخط میں آسانی سے دستیاب ہے سنتھالی پانچ مختلف رسم الخطوں میں لکھی جارہی ہے۔

ثانوی زبان کی آموزش :

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ انسان ایسی لسانی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جو اُسے کسی بھی عمر میں کئی زبانیں سیکھنے کے قابل بناتی ہے۔ پھر بھی، بچّے نئی زبانیں، خاص طور پر ان کی آوازوں کے نظام کو زیادہ جلدی سیکھتے ہیں اور بالغ لوگ جملے کی ساخت اور الفاظ کو اکثر بہتر طور پر سیکھ پاتے ہیں۔ اگر بچّے کسی نئی زبان مثلاً آندھرا پردیش میں انگریزی اور ہندی سیکھنے میں ناکام ہیں تو مسئلہ بچّوں کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ تعلیمی مواد، طریقۂ کار، اساتذہ اور اسکول کے انتظامی ڈھانچے (Infrastructure) کے ساتھ ہے۔ اگر ہم ایک ہمدردانہ، مشفقانہ ماحول اور بھرپور اور چیلنجوں سے پُر مواقع کو بچوں کے لیے یقینی بنا سکیں تو ثانوی زبان با آسانی سیکھی جا سکتی ہے۔ بہترین مواقع میں مختلف النوع کہانیاں، نظمیں، ڈرامے، لطائف، وغیرہ شامل ہوں؛ اور یہ سرگرمیاں اظہار کی قوت اور تجزیے کو یقینی بنائیں۔ ایسا ماحول پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ تہذیبی قدریں اور زبانیں جنھیں بچے اپنے ساتھ اسکول لاتے ہیں ان کا احترام کیا جائے اور انھیں تدریسی عمل میں تخلیقی طور پر استعمال کیا جائے۔ بہ حیثیتِ مجموعی، ثانوی زبان سیکھنے کے عمل میں جہاں تک ممکن ہو ایسے حالات پیدا کیے جائیں جو اُس ماحول سے قریب تر ہوں جس میں وہ زبان پہلی زبان کی حیثیت سے سیکھی گئی تھی۔ یہ واقعتاً مشکل کام ہے مگر فطری ماحول سے ملتا جُلتا ماحول پیدا کیا جانا ہمیشہ ممکن ہے۔

زبان اور جامع تعلیم :

ہمیں سمجھنا چاہیے کہ ہم سب میں کوئی نہ کوئی کمی ضرور ہوتی ہے۔ بچّوں اور بوڑھوں کو ہمیشہ مدد کی ضرورت ہوتی ہے؛ کُچھ لوگ گا نہیں سکتے؛ کچھ لوگوں کو، کوئی دماغی بیماری یا سماعت کی پریشانی ہوتی ہے۔ دراصل ہم نے مثالی انسان کی شکل میں ایک ایسی دنیا کی تخلیق کی ہے جس کا اصلاً کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ محفوظ راستے کی ضرورت صرف نابینا لوگوں کی نہیں بلکہ تمام لوگوں کو ہوتی ہے۔ ہمیں ایسے اسکول بنانے کی ضرورت ہے جن تک ان لوگوں کی رسائی بھی ہو سکے جو آنکھ کان یا ہاتھ پیروں وغیرہ سے معذور ہیں۔ ہمیں ایسے اسکول بنانے کی ضرورت بھی ہے جو تمام بچوں کو ایک تہذیبی اور علمی ماحول دے سکیں۔ جن بچوں کے ساتھ زبان کا مسئلہ ہے ان کے لیے بھی انتظامات کیے جائیں۔ اسی طرح سمعی کمزوری کے معاملے میں ہمیں جاننا چاہیے کہ ان کے پاس ایک اشاراتی زبان (Sign Language) ہے جس کا انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، ہندی اور تلگو زبانوں کی طرح ایک منظّم نظام ہے۔ مگر انتظامیہ اسکولوں میں Signer کی فراہمی کے لیے کوئی قدم نہیں اُٹھاتا۔ صرف کثیر لسانیت کا استعمال اور اس کے لیے احترام ہی مختلف لسانی مسائل/صلاحیتوں کے اہل افراد کے لیے ایک باوقار مقام کو یقینی بنا سکتا ہے۔

یہ بالکل ممکن ہے کہ ہمارے کلاس روم میں ایسے بچّے ہوں جن کی ضرورتیں مختلف وجوہات کی بنا پر دوسروں سے کُچھ الگ ہوں اور جو زبان سیکھنے کے عمل میں پیچھے رہ جاتے ہوں۔

SCERT TELANGANA

دہوں کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ اس مسئلے کا بہترین حل زبان کی جامع تعلیم کا ماحول فراہم کرانا ہے۔

بچّوں میں کمزور بنیائی، سماعت کا نقص، توجہ کا نہ ہونا(Attention Deficit Disorder) زبان کی کوئی خاص کمی، لفظوں کی شناخت میں پریشانی (Dyslexia) وغیرہ کی تشخیص اُن کو پیش آنے والی مشکلات کے مطابق کی جاسکتی ہے۔اس پر قابو پانے کے لیے کلاس میں جامع آموزش کا ماحول بنایا جانا چاہیے۔جامع کلاس کے معنی ایسے ماحول کی فراہمی، جو بچّوں میں تمام سطحوں پر انفرادی فرق کی صورت میں ان کی مدد کرسکے۔کُچھ بچوں کی ضرورتیں عام بچوں سے الگ ہوسکتی ہیں۔جو انھیں مخصوص اسکولوں میں ہی ملتی ہیں۔لیکن اس بات کی ہرممکن کوشش کی جانی چاہیے کہ بچّے کو عام کلاس کے باہر نہ دھکیلا جائے مثال کے طور پر سماعت کی کمی: ایک عام کلاس میں سائنر Signer کی مدد سے پڑھنا ممکن ہے۔

حقِ تعلیم 2009 اور زبان کے مسائل:

بچوں کے لیے مفت لازمی حقِ تعلیم ایکٹ 2009 چھ سے چودہ برس کی عمر کے تمام بچوں کو مفت لازمی تعلیم فراہم کراتا ہے۔ اس کا مقصد معیاری تعلیم کی فراہمی بھی ہے۔حقِ تعلیم 2009 واضح طور پر کہتا ہے کہ نصاب درسی کتابیں، متواتر، بمبسوط قدر پیمائی (Continuous Comprehensive Evolution) کے عمل ایسے ہوں جو معیاری تعلیم کو یقینی بناسکیں۔اس تناظر میں، اساتذہ، اساتذہ کے تربیت کار، تربیت پانے والے اساتذہ، والدین اور مختلف فرقوں کے رہنماؤں کو ایکٹ میں دی گئی، زبان سے متعلق شقوں کی سمجھ ہونی چاہیے۔

شق 8(سی) آرٹی ای(2009:4) کے مطابق سرکاریں اس بات کو یقینی بنائیں کہ کمزور، اور پسماندہ طبقات کے بچّوں کے خلاف امتیازی سلوک نہ کیا جائے اور کسی بھی وجہ سے ان کو بنیادی تعلیم کے حصول یا اس کی تکمیل سے محروم نہ کیا جائے۔

یہ بچّوں کو اپنے خیالات کے آزادانہ اظہار کے ساتھ تشدّد اور خوف و ہراس سے آزادی حاصل کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ (آرٹی ای 2009، سیکشن 9 :29.2g) ۔دراصل یہ تمام مقامیا نتظامیہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔(آرٹی ای 2009، سیکشن 9(سی) :5۔یہ سفارش کرتا ہے کہ جہاں تک عملاً ممکن ہوسکے، بچّے کا ذریعۂ تعلیم اس کی مادری زبان ہی ہو۔آرٹی ای، سیکشن 29.2 ایف: 9۔کلاس روم میں ان کی زبانوں کا احترام کیا جائے اور انھیں تدریسی عمل میں استعمال کیا جائے۔یہ بھی یقینی بنایا جائے کہ بچوں میں کسی قسم کا خوف و ہراس نہ ہو۔دراصل مجوزہ نئے نقطۂ نظر کے تحت ایسے ہی سوالوں پر بات کی گئی ہے۔(دیکھیے 'کمرۂ جماعت پر اطلاق' کا باب)۔

باب 2, شق 4 کہتی ہے کہ

اگر چھ سال یا اس سے زیادہ عمر کا کوئی بچّہ کسی اسکول میں داخل نہیں ہو پایا ہے یا ابتدائی سطح کی تعلیم حاصل نہیں کر پایا ہے تو

اسے اپنی عمر کے مطابق کلاس میں داخلہ ملے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی بچے کو اپنی عمر کے مطابق کلاس میں براہِ راست داخلہ ملا ہے تو اسے حق ہے کہ دوسرے بچوں کے برابر آنے کے لیے دیے گئے وقت کی حد اور طریقے کے مطابق خصوصی تربیت حاصل کرے۔

مذکورہ بالا شق کے مطابق اگر اسکول میں کچھ ایسے بچے ہیں جنھیں کسی خاص لسانی پریشانی کی وجہ سے لکھنے اور پڑھنے میں مشکل پیش آ رہی ہے تو انھیں خاص توجہ اور تربیت حاصل کرنے کا حق حاصل ہے ان مسائل کے حل کے لیے مناسب تدریسی، آموزشی مواد، تربیت اور رہنمائی وغیرہ دی جانی چاہیے۔

باب 3، شق (C) 8 کہتی ہے کہ ریاستی حکومتیں اس بات کو یقینی بنائیں کہ کمزور، اور پسماندہ طبقات کے بچّوں کے خلاف امتیازی سلوک نہ کیا جائے اور کسی بھی وجہ سے ان کو بنیادی تعلیم کے حصول یا اس کی تکمیل سے محروم نہ کیا جائے۔

شق (C) 9 کہتی ہے کہ مقامی انتظامیہ یقینی بنائے کہ کمزور، اور پسماندہ طبقات کے بچّوں کے خلاف امتیازی سلوک نہ کیا جائے اور کسی بھی وجہ سے ان کو بنیادی تعلیم کے حصول یا اس کی تکمیل سے محروم نہ کیا جائے۔

یہ باتیں اس کو یقینی بناتی ہیں کہ بچّے کے خلاف زبان کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔ کثیر لسانیاتی فریم ورک میں کام کرنا ہی ایک واحد راستہ ہے جس کے ذریعے بچّوں کی زبانوں کے لیے احترام کے جذبے کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

باب 5 شق 29 کہتی ہے کہ درسیات اور قدر پیمائی کے عمل میں مندرجہ ذیل نکات کو پیشِ نظر رکھا جائے

(a) آئین میں درج اقدار کی تصدیق۔

(b) بچّے کی ہمہ جہت نشو ونما۔

(c) بچّے کی صلاحیتوں، اہلیتوں اور علم کی تعمیر۔

(d) جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور نشو ونما۔

(e) طفل مرکزی اور دوستانہ ماحول میں جستجو اور دریافت کی سرگرمیوں کے ذریعے آموزش۔

(f) جہاں تک عملاً ممکن ہو، بچّے کا ذریعہ تعلیم اس کی مادری زبان ہی ہو۔

(g) بچّے کو خوف و ہراس، ذہنی سراسیمگی سے آزاد کرنا اور اسے اپنے خیالات کے آزادانہ اظہار میں مدد دینا۔

(h) بچے کی تفہیمِ علم اور اطلاقی اہلیت کی متواتر، مبسوط قدر پیمائی۔

نئے نقطۂ نظر کا کلاس روم پر اطلاق:

بہت سے تحقیقی مطالعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک جانب کثیر لسانیت اور دوسری جانب لسانی مہارت، ذہنی نشو ونما، سماجی

رواداری، اور تدریسی مقاصد کے حصول میں ایک قریبی تعلق ہے۔اس لیے کلاس روم میں
کثیرلسانیت کوفروغ دیناضروری ہے۔جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ زبانیں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے سے پنپتی ہیں۔محض قواعدلغت اوررردرسی کتابوں میں گھُٹ کر یہ مرجاتی ہیں۔زبانوں کی حدود میں بڑی لچک ہوتی ہے اکثر بغیر کسی کوشش کے یہ ایک دوسرے میں گھُل مل جاتی ہیں ہم مسلسل دوسری زبانوں سے لفاظ اوراظہار کے طریقے مستعار لیتے ہیں شایداسی لیے ترجمہ،کوڈمکسنگ ،کوڈ سوئچنگ وغیرہ کوزبانوں میں بچّوں کی دل چسپی کو بڑھاوادینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔اورکلاس کی کثیرلسانیت کوایک وسیلے اور تدریسی لائحہ عمل کے طور پر استعمال کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

کسی کلاس روم میں ایسی لسانی سرگرمیاں باآسانی کرائی جاسکتی ہیں جن میں اس کلاس کے تمام بچّوں کی زبانیں شامل ہوں۔مثال کے طورآپ بچّوں سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی زبانوں میں واحد سے جمع بنانے کے اصولوں پرکام کریں اور پھراُنھیں انگریزی زبان میں بتائیں۔وہ چھوٹے چھوٹے گروپوں میں کام کر سکتے ہیں،واحداور جمع کے اعداد وشمار کا ایک سیٹ بنا سکتے ہیں مماثلتوں اوراختلافوں کی بنیاد پرتبدیلیوں کا مشاہدہ کرسکتے ہیں اُنھیں مختلف خانوں میں بانٹ سکتے ہیں اور کُچھ ایسے اصول وضع کر سکتے ہیں جنھیں مزیداعدادوشمار پر آزماسکیں۔ایسی کلاسوں میں کوڈمکسنگ کوڈسوئچنگ اورترجمے کا استعمال بھی مناسب ہوگا۔مختلف زبانیں ہم پرمختلف رسم ورواج،اور تہذیبوں کے دروازے کھولتی ہیں۔اگرہم چاہتے ہیں کہ آرٹی آئی 2009 کے ضابطوں کا احترام کیا جائے، کمزوراور پسماندہ طبقات سے آنے والے بچوں کے خلاف کوئی امتیاز نہ ساتھ برتا جائے اور ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزئی کی جائے تو ہمیں اس نئے نقطۂ نظر پرعمل کرنا ہوگا۔اس کے ساتھ ہی اگرہم چاہتے ہیں کہ وہ ثقافتی سرگرمیاں اورمختلف زبانیں جو بچے اپنے ساتھ لےکراسکول آتے ہیں انھیں حاشیے پرڈالنے کے بجائے تدریسی عمل میں استعمال کیا جائے تو ہمیں ایسے منصوبے بنانے ہوں گے جن پرعمل کرکے کثیرلسانیت کوذہنی نشوونما اورتجزیاتی فکر کے لئے وسیلے کے طور پر استعمال کیا جاسکے جس کے نتیجے میں یہ علم کے حصول میں معاون ہوں گے۔

3. آموزشِ زبان کے نتائج

تعارف :

عام طور پر آموزشِ زبان کو صرف (LSRW) یعنی سننے بولنے، پڑھنے، لکھنے کے سیاق میں ہی دیکھا جاتا ہے۔ جس طرح تدریسِ زبان کے عمل میں ایک ہمہ گیر نظریے کی بات کی گئی ہے، آموزشِ زبان کے نتائج کے بارے میں بھی زیادہ وقیع اور بھرپور نظریے کی ضرورت ہے۔ ہمیں بچوں کو ہمیشہ ان کے ڈسکورس کے حوالے سے جانچنا چاہیے۔ ان ڈسکورسوں میں صرف سُننا، بولنا، لکھنا، پڑھنا ہی نہیں بلکہ زبان کے استعمال کے لیے مناسب صورتِ حال اور تصویریں، خاکے اور بصری وسیلے بھی شامل ہوں۔ لسانی آموزش کے سلسلے میں ہماری توجہ سمجھ کر پڑھنے اور لکھنے پر مرکوز ہونی چاہیے اس سے بچوں کو تحمل کے ساتھ دوسروں کی بات سُننے اور بغیر کوشش کیے، اعتماد کے ساتھ بولنے میں مدد ملے گی۔ **ہمیں اس بات پر زور دینا ہے کہ زبان کی تدریس میں ہماری توجہ پہلے بچوں کی مادری زبان کے معیار کو بلند کرنے پر مرکوز ہو۔** ایک بار اگر اسے یقینی بنا لیا جائے تو یہ دوسری زبانوں اور مضامین میں بچّوں کے معیار اور قابلیت کو بڑھانے میں دور تک معاون ہوگی۔

متوقع نتائج :

جو بچّے تدریسِ زبان کے ان پروگراموں میں داخلہ لیتے ہیں جو اس خاکے میں بتائے گئے ہیں انھیں ابتدائی تعلیم مکمل ہونے تک مندرجہ ذیل نکات کی قابلیت حاصل ہونی چاہیے۔

ا۔ **سُننا، سمجھنا اور اپنا ردِّ عمل پیش کرنا** : وہ دوسروں کی بات کو سنیں، سمجھیں اور گفتگو کے موضوع، جگہ اور لوگوں کے مطابق مناسب انداز میں اس بات کا جواب دے سکیں۔ وہ خود کو متوقع صورتِ حال کے لیے تیار کر سکیں۔ انھیں گفتگو میں اس طرح سے شریک ہونا چاہیے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر وضاحت اور ذمہ داری کے ساتھ دوسروں کے سامنے پیش کر سکیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھڑکنے کے بجائے ان میں مدلل مکالمہ قائم کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

۲۔ **گفتگو کا سلیقہ** : عام طور پر گفتگو کا ایک میکانکی عمل سمجھا جاتا ہے، خاص طور پر پرائمری کلاسوں میں جہاں استاد کی نقل کرتے ہوئے نرسری گیت اور سلام دعا کے پہلے سے طے شدہ گھسے پٹے طریقوں کو دوہراتے ہیں۔ بچے پہلے سے جانتے ہیں کہ گفتگو کے موضوع، جگہ اور اشخاص کے مطابق منسب سیاق میں انھیں زبان کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ بچوں کی اس صلاحیت کو اسکولوں میں زیادہ رسمی طریقے سے پروان چڑھانا چاہیے۔

SCERT TELANGANA

۳۔ **سمجھ کر پڑھنا :** بچوں کو صرف درسی کتابیں پڑھنے تک محدود نہیں رہنا چاہیے انھیں اپنی ذہنی سطح کے تمام شائع شدہ مواد کو سمجھنے کے قابل ہونا چاہیے۔ اسکول کے سامنے سب سے اہم کام یہ ہے کہ وہ بچّوں میں عبارت کو سمجھ کر پڑھنے کی قابلیت پیدا کریں۔ یہ ایک ایسے متن کے ذریعے کیا جا سکتا ہے جو بچوں کے لیے دل چسپ، بامعنی، اور چیلنج بھرا ہو۔ جب تک بچے مختلف قسم کے موضوعات کے بہت سے متون کو نہیں جانیں گے وہ اپنی درسی کتاب سے آگے کُچھ سیکھنے میں ناکام رہیں گے۔ بچوں کو کسی درسی کتاب کا منطقی تجزیہ اور اسے توضیحی چارٹ (flow charts) وغیرہ میں منتقل کرنے کی قابلیت ہونی چاہیے۔

۴۔ **لکھنا :** بہت سے اساتذہ اور والدین سوچتے ہیں کہ بچّے پہلی بار تب لکھنا شروع کرتے ہیں جب وہ اسکول آتے ہیں۔ دراصل بچے اپنے انداز میں اسی وقت لکھنا شروع کر دیتے ہیں جب وہ آڑی ترچھی لائنیں کھینچنا اور گھسنا شروع کرتے ہیں۔ اگر اسکول میں آزادانہ طور پر لکھنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو وہ زیادہ جلدی سیکھیں گے۔ اس لیے ابتدائی مراحل میں قدر پیمائی کو غلطیاں تلاش کرنے پر مرکوز نہیں ہونا چاہیے بلکہ زیادہ سے زیادہ لکھنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ لکھنا ایک تکنیکی مہارت نہیں ہے، ایک تخلیقی سرگرمی ہے

۵۔ **ذخیرۂ الفاظ :** الفاظ محض الفاظ کی حیثیت سے نہیں سیکھے جا سکتے اور نہ ہی سیکھے جانے چاہیے۔ بدقسمتی سے ذخیرۂ الفاظ کا موجودہ فوکس ہمیشہ لغت کے الگ تھلگ الفاظ پر ہوتا ہے۔ الفاظ اپنے معنی اس سیاق سے لیتے ہیں جس میں وہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ انھیں اسی طرح پڑھایا جانا چاہیے اور اسی طرح ان کی جانچ بھی کی جانی چاہیے۔ ایک ہی لفظ الگ الگ سیاقوں میں مختلف معنی دے سکتا ہے۔ بھرپور ذخیرۂ الفاظ تدریسِ زبان کا ایک اہم عنصر ہے لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم اس کے لیے بچّوں کا حوصلہ بڑھائیں کہ وہ لفظ کے معنی کا اندازہ اس سیاق سے لگائیں جس میں وہ استعمال کیا گیا ہے۔

۶۔ **تخلیقی اظہار:** بچوں کے پاس اپنے تصورات کے اظہار کی مختلف اہلیتیں ہوتی ہیں۔ انھیں زبانی اور تحریری وسیلوں سے اپنے خیالات کے اظہار کے موقعے دیے جانے چاہییں۔ بچوں میں کہانیاں، گیت، مکالمے، خطوط، پرچے، نوٹس، بایئو ڈاٹا، پوسٹر اور ڈرامے تخلیق کرنے کی اہلیت ہونی چاہیے۔ جب وہ بڑی کلاسوں میں پہنچیں تو انھیں اکٹھے مل کر ڈرامہ تخلیق کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔ دستاویزات، مباحثے، گروہی سرگرمیوں، خطابت وغیرہ میں ان کی شرکت، ان کے تخلیقی اظہار کی نشان دہی کرتی ہے۔

SCERT TELANGANA

جمالیاتی حسیت اور سماجی بیداری :

ہم امید کرتے ہیں کہ تدریسِ زبان کے پروگرام کے کثیر لسانی خاکے کا ایک اہم نتیجہ یہ ہوگا کہ طلبا میں جمالیاتی حسیت پیدا ہو سکے گی ۔ تا کہ ان میں ہیئت اور آہنگ کا بہتر احساس پنپ سکے۔ ہم یہ بھی اُمید کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کی ضرورتوں کے لئے حساس ہوں اور زیادہ ذمہ دار شہری بن سکیں۔

۱۔ **جمالیاتی حسیت :** بچوں کو مختلف تہذیبوں سے متعارف کرانے اور مختلف زبانوں اور تہذیبوں کے لئے ان کی حسیت کو بڑھانے میں لسانی کلاس بہت سودمند ہے۔ ابتدائی تعلیم مکمل ہونے تک بچوں میں آسان کہانیوں نظموں اور دیگر متون کی تحسین کی قابلیت پیدا ہونی چاہیے انھیں ان کے موضوعات کے بارے میں تنقیدی سوالات اُٹھانے کے قابل ہونا چاہیے۔

۲۔ **سماجی ذمہ داری :** اسکولوں میں سماجی علوم کی تدریس واقعتاً مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہے کیونکہ یہ علوم مجرد ہیں اور کیونکہ اکثر ہم انھیں طلبا کی اصل زندگی سے جوڑنے میں ناکام رہتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کے آموزشی نتائج میں سب سے اہم یہ ہے کہ ہم سماجی علوم کو اصل زندگی سے بہتر طور پر جوڑ سکیں اور دوسروں کے لئے حساس ہوں۔ سماجی علوم کی کلاسوں میں یہ بہتر طور پر کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ تعلیم کے ابتدائی برسوں میں زبان کی کلاسوں میں شاعری، کہانیوں اور ڈراموں کی تدریس دوسرے انسانوں کے لئے حسیت بیدار کرنے میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔

مابعد لسانی بیداری :

حالیہ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ مابعد لسانی بیداری یعنی زبان کے غیر شعوری علم کے بارے میں شعوری بیداری اور زبان کی صلاحیتوں اور تحصیلِ علم کا آپس میں انتہائی مثبت تعلّق ہے۔ کثیر لسانی کلاس روم یہ سمجھنے کے لئے ایک مثالی جگہ ہے کہ زبان کیسے کام کرتی ہے۔ مثال کے طور بچوں کو اچانک پتا چلتا ہے کہ منفی جملے بنانے کے لئے وی ایک ہی طریقہ استعمال کر رہے ہیں۔ قواعد کے اصولوں کو رٹ کر سیکھنے کے بجائے بچّے آواز، الفاظ اور جملوں کی سطح پر زبانوں کے اصولوں کو سائنسی طور پر پرکھ سکتے ہیں۔

4. طریقۂ کار، درسی کتابیں اور دیگر مواد

تعارف :

جب بچہ اسکول میں داخل ہوتا ہے تو اسے گھر اور پڑوس میں بولی جانے والی تمام زبانوں پر دسترس حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا جا چکا ہے، وہ آواز، الفاظ اور جملوں کی سطح پر اپنی زبانوں کے لسانی اصولوں کے وسیع مگر لاشعوری علم کے ساتھ اسکول آتا ہے، وہ جانتا ہے کہ زبانوں کو کتنے مناسب اور تخلیقی انداز میں استعمال کیا جا سکتا ہے مگر حیرانی کی بات یہ ہے کہ پھر بھی اسکولوں میں بچوں کی لسانی قابلیت کی سطحیں بہت کم ہیں۔ وہ نہ صرف زبانوں کو ٹھیک سے سمجھنے میں ناکام ہوتے ہیں بلکہ جن زبانوں کو وہ پہلے سے جانتے ہیں ان میں بھی، پڑھنے لکھنے کی مہارتوں پر ان کی گرفت کمزور ہوتی ہے؛ وہ انھیں زیادہ مشکل مقاصد کے لیے استعمال کرنے میں بھی ناکام ہوتے ہیں۔

ہم جن طریقوں سے بچوں کو زبان کی تعلیم دیتے ہیں ان میں کہیں نہ کہیں غلطی ضرور ہے۔ ہم یہ سوال کبھی نہیں کرتے کہ:

- ☆ بچے اسکول میں اپنے ساتھ کون سی زبان لے کر آتے ہیں؟ اکثر اوقات استاد کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ بچے کون سی زبان بولتے ہیں؟
- ☆ کیا کُچھ ایسے طریقے ہیں جن کے ذریعے بچوں میں فوق لسانی بیداری پیدا کرنے، زبان کو جاننے اور لسانی قابلیت کو بڑھانے کے لیے ان کی ہی زبان استعمال کیا جا سکے؟
- ☆ بچے وہ زبانیں کیسے سیکھتے ہیں؟
- ☆ بچّے کس قسم کا لسانی علم لے کر اسکول آتے ہیں؟

اب تک یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ بچّے فطری ماحول میں ہی تحصیلِ زبان کرتے ہیں جہاں دی گئی معلومات (Input) وقیع اور بامعنی ہوں اور جہاں محبت اور شفقت کا بھرپور ماحول ہو۔ کلاس روم میں استعمال کیے جانے والے طریقے جہاں تک ممکن ہو ان کے فطری حالات سے قریب تر ہوں۔ بچوں کو ایسی درسی کتابیں دینے کے بجائے جو ان کے لیے چیلینجنگ، دل چسپ اور وقیع ہوں، ہم انھیں اُکتا دینے والی اور عموماً اخلاقی درسی کتابیں دیتے ہیں۔ انھیں اُن کے اصولوں کو حفظ کرنے اور ایسی مشقیں کرنے پر مجبور کرتے ہیں جو محض دوہرائے جانے پر مشتمل ہیں۔ عموماً بچوں کو جس قسم کی مشقیں دی جاتی ہیں وہ اقتباس کی قرأت، قواعد کی مشق، الفاظ کے معنی اور کُچھ تحریری کام پر مشتمل ہوتی ہیں۔ آموزشِ زبان کے فطری ماحول میں بچّہ یہ سب کُچھ نہیں کرتا؛ وہ اپنی لسانی قابلیت کے ساتھ نئی صورتِ حال کو جاننا سمجھتا ہے۔ مثلاً نئے لوگوں سے نئی چیزوں پر بات کرتا ہے؛ نئے جملے بناتا ہے

SCERT TELANGANA

کھیل اور گانے کی سرگرمیوں میں شرکت کرتا ہے؛ اگر آپ بچّے کا بغور مشاہدہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ جن زبانوں کو جانتا ہے ان کا مسلسل استعمال کر کے کُچھ نیا کر رہا ہے۔

نئے اور مناسب طریقۂ کار اور مواد کی تیاری میں درج ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

☆ زبان کی ماہیت۔

☆ بچّے کی لسانی صلاحیت اور قابلیت

☆ کلاس روم میں زبانوں کا تنوع

☆ متوقع نتائج/تعلیمی معیارات

☆ این سی ایف 2005 اور این سی ای آر ٹی کا بنیادی خاکہ (خام آموزش سے احتراز، تدریس آموزش کے عمل، میں بامعنی، زبان کی تشکیل، علم کا اطلاق اور آموزش صرف دی گئی درسی کتابوں تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ متنوع درسی کتابوں کا استعمال، اضافی مطالعاتی مواد، تناؤ سے آزاد آموزشی ماحول اور قدر پیمائی وغیرہ)

☆ آر ٹی ای 2009 کے رہنما اصول (ایسے کلاس روم جن میں بچّوں کے خلاف کوئی امتیاز نہ برتا جاتا ہو، آئینی اقدار، بچے کا ہمہ جہت ارتقا، مہارتوں کو بڑھانا، متواتر، مبسوط، قدر پیمائی کا استعمال وغیرہ)

تدریسی آموزشی عمل اور لائحہ عمل :

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

☆ ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے کہ آموزش زبان کے لیے تقریباً ویسا ہی ماحول بنانے کی کوشش کی جائے جو بچے کے فطری ماحول سے قریب تر ہو۔

☆ بچوں کو کلاس روم میں اپنی زبان کے استعمال کی اجازت ہو۔ ان میں کئی زبانوں کے سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ اپنے وقت پر مطلوبہ زبان سیکھ لیں گے۔

☆ بچّوں کو مکالمے یا گفتگو میں شامل ہونے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جس سے انھیں زبان کے تخلیقی استعمال کا موقع ملے گا۔

☆ مواد کا انتخاب بچّے کی ذہنی سطح اور سماجی وتہذیبی پس منظر میں ہی کیا جائے۔

☆ آموزشِ زبان کی اپروچ ہمہ گیر ہو۔ تدریس کا محور، مکالمے یا گفتگو یا نظم اور کہانی پر ہو۔ صرف جملے یا لفظ لکھنے سے ہر قیمت پر بچنا چاہیے۔

☆ قواعد کو علاحدہ سے نہیں پڑھایا جانا چاہیے۔ اسے کلاس روم میں بولی جانے والی زبانوں اور مطلوبہ زبان کے مشاہدے، اطلاق اور تجزیے کے ذریعے ہی سیکھنا چاہیے۔

☆ ایک کثیر لسانی کلاس روم میں بچّوں کی تحصیلِ زبان کی قابلیتوں کو بڑھانے کے لیے ترجمہ،سوالات،موضوعات کی تیاری میں مختلف پروجیکٹوں اور سرگرمیوں کا استعمال کرنا چاہیے۔

☆ ساری سرگرمیاں تمام بچّوں کی مختلف سطحوں کا احاطہ کرسکیں اور سارے بچّے ہر کام میں کُچھ نہ کچھ شرکت کرنے کے قابل ہوسکیں۔

☆ فطری ماحول میں بچّے اپنے اردگرد کے علم اور خلقی صلاحیت کے باعث گفتگو کی زبان کے اصولوں کا ایک الگ نظام بنا لیتے ہیں؛ اگر ہم انھیں فطری آموزشی حالات سے قریب تر حالات دینے میں کامیاب ہوسکیں تو وہ قرأت اور تحریر کے لیے بھی ایسا ہی کر سکتے ہیں۔

☆ بچّے اپنے گروپوں میں بہت کُچھ سیکھ سکتے ہیں۔اس لیے ہمیں کلاس میں گروہی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

☆ ذہنی مشق،اجتماعی مطالعہ،مباحثہ،رپورٹنگ،ردِعمل،دیواری رسالے،کوریوگرافی (Choreography) ڈرامہ،کٹھ پُتلی کا تماشہ،پروجیکٹ وغیرہ بچوں کی آموزشِ زبان کی کارآمد تکنیکیں ہیں۔

☆ اساتذہ کو کلاس روم میں ایسے متن استعمال کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے جو کتابوں میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ انھیں عموماً اپنے آس پاس دستیاب تمام لسانی مواد کے استعمال کی کوشش کرنی چاہیے۔مثلاً لیبل،اشتہارات،اشتہاری بورڈ اور اخبارات میں موجود متن کا موثر استعمال کیا جانا ممکن ہے۔

درسی کتابیں اور دیگر لسانی وسائل :

این سی ایف۔2005 میں تجویز دی گئی ہے کہ آموزشِ زبان صرف درسی کتابوں تک ہی محدود نہ ہو بلکہ اس میں دیگر مواد کا بھی استعمال کیا جانا چاہیے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ طفل مرکزی تدریسی طریقۂ کار کی بنیاد کثیر لسانیت پر ہونی چاہیے۔کلاس روم میں موجود بچّوں کی زبانوں کو بھی ملحوظِ نظر رکھنا چاہیے۔درسی کتابوں کے علاوہ لغات،حوالہ جاتی کتب،لائبریری کی کتابیں وغیرہ بھی اسکولی ماحول کا اہم حصّہ ہیں۔آرٹی ای۔2009 کے اُصول اور معیاروں کے مطابق ہر اسکول میں لائبریری ہونی چاہیے۔ جسے وقت بہ وقت بہتر بنایا جانا ضروری ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ معذور بچّوں کو کسی خاص تکنیکی مدد یا مواد کی ضرورت ہوسکتی ہے بریل(braille) اور ڈیجٹل (digitized format) شکل میں کتابوں کی فراہمی کے ساتھ ایک سائینر (signer) کا انتظام بھی ہونا چاہیے۔

درسی کتابیں :

لسانی درسی کتابوں میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہیے۔

☆ یہ کتابیں ان بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق ہونی چاہییں جن کے لیے لکھی گئی ہیں۔

☆ یہ ہر کلاس کے بچوں کے مطابق ان کی لسانی صلاحیتوں، متوقع معیاروں اور آموزشی نتائج کے حصول میں معاون ہونی چاہئیں۔ پرائمری سطح پر لسانی درسی کتابوں میں دل چسپ ،فکر انگیز تصاویر میں بچوں کے ماحول کی عکاسی ہونی چاہیے۔ کتابوں کی چھپائی میں معیاری کاغذ کے استعمال کے ساتھ مناسب تصویروں اور خاکوں (illustrations) کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔

☆ درسی کتابوں میں استعمال کی گئی زبان کو ایسا ہونا چاہیے کہ اُسے تمام علاقوں کے بچّے سمجھ سکیں۔

☆ درسی کتابوں میں مقامی زبانیں شامل ہوں اور بچّوں کو ایسے مواقع حاصل ہوں کہ وہ انھیں اپنی اپنی زبانوں میں آزادانہ استعمال کر سکیں۔

☆ اس میں ایسی مناسب مشقیں شامل ہوں جو بچوں کو اپنی کلاس کے معیار کے مطابق مکالمے کے قابل بنا سکیں۔

☆ لسانی درسی کتابوں کو گیت، کہانیوں، نظموں، گفتگو، سوانح، مضامین، خطوط، وغیرہ پر مشتمل ہونا چاہیے۔اس طرح کے ڈسکورس، زبان کے ارتقا کے تعلق سے دل چسپی ،تجسس پیدا کرنے کے ساتھ فکری عمل میں بھی مدد کریں گے۔

☆ ثانوی سطح پر اسباق کا انتخاب قدیم اور جدید ادب دونوں سے کیا جانا چاہیے۔ جو ذہنی سطح کے مطابق ہو۔منتخب اسباق ایسے ہونے چاہئیں جو مختلف علاقوں، عمروں، اور زبان کی مختلف شکلوں کی نمائندگی کریں۔

☆ خود آموزشی مشقوں کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

☆ لسانی مشقیں ایسی سرگرمیوں کی شکل میں ہونی چاہئیں جو مشاہدے، تلاش، دریافت اور تحقیق کا جذبہ پیدا کرے اس میں کوئیز، معمّے ،لسانی کھیل اور میٹرکس بھی شامل ہونے چاہئیں۔

☆ درسی کتابوں کے ذریعے بچے کو ایسے مواقع حاصل ہونے چاہئیں کہ وہ اپنی ترقی (Progress) کا اندازہ خود لگا سکے۔ یکسانیت اور اکتاہٹ سے بچنے کے لیے سبق کا آغاز فکر انگیز سوالات سے کیا جانا چاہیے۔

☆ درسی کتابوں کی تصویریں متن کے مطابق ہونی چاہئیں۔ یہ تصویریں ہونی چاہئیں جو بچّے کی تخیلی قوت، اور تخلیقیت کو بڑھا سکیں۔

☆ درسی کتابوں کی مشقیں ایسی ہوں جو شخصی، گروہی ،کُل جماعتی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیں۔

☆ درسی کتابوں میں دی گئی مشقیں ایسی ہوں جو بچے کو ایک خود مختار دقاری بنائیں اور اس میں مزید مطالعے کا تجسس پیدا کریں۔

☆ بچوں کو متن سے ہی اخذِ معنی کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔ مشقیں اسی ذخیرۂ الفاظ پر مبنی ہونی چاہئیں۔

☆ مطالعاتی مہارتوں کو بہتر بنانے کے لیے درسی کتاب کے آخر میں حروفِ تہجّی کے اعتبار سے متن پر مبنی ایک فرہنگ دی جانی چاہیے۔

☆ ایسے حوالہ جاتی اقتباسات دیے جانے چاہئیں جن میں قواعد بھی شامل ہو تا کہ بچے قواعد کے اصول خود سمجھ سکیں۔ اس عمل میں استاد کے لیے بچوں کی زبانوں کو شامل کرنا بہت آسان ہے۔

☆ اس کے علاوہ درج ذیل دیگر شکلوں میں بھی مشقیں دی جا سکتی ہیں، توسیعی نظمیں (جن میں مصرعے جوڑے جا سکیں) کہانیاں؛ مکمل کہانیاں؛ تحریری مکالمہ؛ کٹھ پتلی تماشہ؛ ڈرامہ؛ مونوایکٹنگ؛ تبصرے تشریحات؛ تراجم؛ پروجیکٹ؛ لوک گیت؛ محاورے؛ پہلیلیاں؛ کہاوتیں؛ وغیرہ۔

☆ تعارفی درسی کتابیں (ابتدائی درجات کے لیے) زبان براہِ راست جزوی انداز (ترتیب وار حروفِ تہجی اور الگ الگ جملے) میں نہیں سکھانی چاہیے بلکہ اس کے لیے، حوالے> گفتگو> جملے> الفاظ> حروف کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ لسانی درسی کتابوں میں مقامی تہذیب اور رسم و رواج کی عکاسی ہونی چاہیے۔

☆ ان میں مقامی آرٹ جیسے، برّا کتھا، اوگّو کتھا، ہری کتھا، پلّے سدّ ولو، یکشا گانم، کولاٹّم، بڑا ابکلاٹا، چڈا اتلا بجھنا، چِکّا بجھنا وغیرہ کی عکاسی ہونی چاہیے۔

☆ درسی کتابیں متواتر مبسوط قدر پیمائی کے مطابق ہونی چاہییں۔

آموزشِ زبان، اضافی مواد :

بچوں کی لسانی قابلیت کو بڑھانے کے لیے درسی کتابوں کے علاوہ اضافی مواد بھی ہونا چاہیے۔

1۔ لغات :

☆ زبان سیکھنے کا بہترین وسیلہ ہے۔ اس لیے زبان کی ترقی کے لیے بچوں تک لغات کی رسائی ہونی چاہیے۔

☆ پرائمری سطح پر تصویری لغات اور چھوٹی لغات دیکھنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

☆ ذخیرۂ الفاظ کے استعمال، جملے کی ساخت، اور اخذِ معنی کے لیے بچوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

2۔ حوالہ جاتی کتب :

☆ ثانوی سطح پر حوالہ جاتی کتب جیسے انسائکلو پیڈیا اور کلاسیکی ادب تک بچوں کی رسائی ہونی چاہیے تا کہ انھیں پڑھنے کی عادت پڑ سکے۔

SCERT TELANGANA

☆ حوالہ جاتی کتابیں بچوں کو زبان کے حسن اور جمالیاتی احساس سے لطف اندوز ہونے میں معاون ہوتی ہیں۔

3۔ مشقی کتابیں(work books)

☆ مشقی کتابیں، بچوں کو اپنے آپ مشق کرنے(Self Practice) اپنی علمی جانچ خود کرنے (Self Assessment)اور اپنے خیالات وجذبات کے اظہار(Self Expression) میں مدد دیتی ہیں۔

☆ مشقی کتابیں، درسی کتابوں میں دیے گئے کام کی مزید مشق کے بجائے دل چسپ چیلنج بھری اور اضافی مواد پر مبنی ہونی چاہئیں۔

4۔ بچوں کا ادب :

☆ بچوں کی رسائی، ان کے لیے لکھے گئے ادب تک ہونی چاہیے۔ یہ کہانی کی کتابوں, سوانح عمریوں, خودنوشتوں اور بچوں کے گیتوں پر مشتمل ہونی چاہیے۔

5۔ دیواری رسالہ :

☆ دیواری رسالہ وہ جگہ ہے جہاں بچے کی تخلیقیت کا اظہار ہوتا ہے جہاں بچوں کے ذریعے بنائی گئی چیزیں جیسے کارٹون، بچوں کی نظمیں، پہلیلیاں تصویریں جمع شدہ چیزیں/معلومات لگائی جانی چاہییں۔

6۔ مختلف النوع درسی کتابیں :

☆ این سی ایف2005 کے مطابق بچوں کو رنگارنگ درسی کتابیں فراہم کرائی جانی چاہییں۔ سرکاری اور پرائیوٹ اسکولوں کو اپنی کتابیں خود منتخب کرنے کی زادی ہونی چاہیے۔

7۔ متبادل مواد :

☆ بچوں کی لسانی قابلیت کی ترقی کے لیے بامعنی سیاق کے مطابق درج ذیل متبادل مواد استعمال کیا جانا چاہیے:
چارٹ؛ فلیش کارڈ؛ تصویریں؛ پوسٹر؛ کارٹون؛ فوٹو؛ پتّی پلیٹ(Leaf Plates) البم؛ ویڈیو ٹیپ ریکارڈر؛ ٹیلی ویژن؛ ویڈیو فلمیں؛ کٹھ پتلیاں؛ اسکول لائبریری وغیرہ۔

SCERT TELANGANA

5. قدر پیمائی

تعارف :

قدر پیمائی، تدریسی آموزشی عمل کا جزوِلازم ہے۔ یہ بچوں کی آموزش کے مراحل میں ایک اہم مرحلہ ہے۔ مگر بدقسمتی سے اسے صرف امتحان تک محدود کر کے دیکھا جاتا ہے جس کے سبب بچے ذہنی ہیجان میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ این سی ایف 2005 کے مطابق ذہنی پریشانی اور خوف کو ختم کرنے کے لیے قدر پیمائی کا عمل آسان ہونا چاہیے۔ آر ٹی ای 2009 سیکشن 29، ذیلی سیکشن (h),(2) کے مطابق بھی تعلیم کے ذمہ داران سیکشن (1) کے تحت قدر پیمائی کے عمل اور درسیات تیار کرتے وقت بچّے کی تفہیم علم کے اطلاق میں متواتر مبسوط قدر پیمائی کو ملحوظِ نظر رکھیں اور ایسی صورتِ حال سے بچیں جو خوف واضطراب پیدا کرتی ہو۔

بامعنی قدر پیمائی

قدر پیمائی کے موجودہ عمل کو آسان اور بامعنی بنانے کے لیے ہمیں درج ذیل نکات پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔

۱۔ امتحان کا موجودہ سسٹم بچوں میں بے حد تناؤ اور خوف وہراس کیوں پیدا کر رہا ہے؟

۲۔ کیا بچوں کی آموزشی سطح کا اندازہ لگانے کے لیے امتحانات پر انحصار کرنا ضروری ہے؟

۳۔ کیا واقعی امتحانات بچوں کی لسانی قابلیت کا اندازہ لگانے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔؟

۴۔ کیا امتحان میں دیے گئے سوالات بچے کی تخیلی صلاحیت اور تخلیقیت کے اندازے میں ہماری مدد کرتے ہیں؟

۵۔ کیا ہم متواتر قدر پیمائی کے بارے میں سوچتے ہیں؟

اگر ہم مندرجہ بالا سوالات کا تنقیدی جائزہ لیں تو درج ذیل نتائج پر پہنچتے ہیں۔

☆ امتحانات میں دیئے گئے سوالات عموماً صرف حفظِ متن کی جانچ کے لیے ہوتے ہیں۔

☆ امتحان کا موجودہ سسٹم صرف متن اور رٹّی رٹائی قواعد کا احاطہ ہی کرتا ہے اور بچے کی قوتِ متخیلہ اور تخلیقی صلاحیت کی جانب توجہ نہیں کرتا۔

☆ قدر پیمائی صرف تحریری شکل میں ہوتی ہے۔ عبارت کو سننے اور بولنے کی مہارتوں کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ امتحان کے پرچے صرف سوالات، خالی جگہوں کو پُر کرنے اور کالم ملانے جیسے سوالات تک ہی محدود ہوتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

قدر پیمائی، بچے کی علمی ترقی کے بارے میں جاننے میں معاون ہونی چاہیےاوراسے آموزگا اور استاد دونوں کے مفاد میں بر وقت مثبت مداخلت کے لیے فیڈ بیک کے طور پر استعمال ہونا چاہیے ۔ اس لئے یہ مسلسل اور مبسوط۔۔۔۔۔۔۔۔(این سی ایف 2005)

ہمیں درج ذیل کام کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ متواتر، مبسوط قدر پیمائی پر، اساتذہ کی خاص تربیت کرائی جائے۔

☆ امتحان اور گھر کے کام کے ساتھ طلبا کے علمی مظاہرے، درسی کاموں میں بچوں کی شرکت، وغیرہ کو بھی قدر پیائی کے وسیلے کے طور پر استعمال کیا جائے۔

☆ درسی مواد اور حافظے پر مبنی جانچ جیسے سوالات، خالی جگہوں کو پُر کرنا، کالم ملانا وغیرہ کے بجائے درسی مواد کے استعمال، تخیل اور تخلیقیت اور کامیابی کے معیار کی جانچ کی جائے۔

☆ ایسے سوالات دئے جانے چاہئیں جو فکر انگیزی اور خود اظہاریت کو فروغ دیتے ہوں۔ مثلاً

۱۔ آپ خرگوش کی جگہ ہوتے کیا کرتے؟

۲۔ اگر خرگوش کو ہاتھی کا سامنا کرنا پڑتا تو وہ کیا کرتا؟

۳۔ اس کہانی کو مکمل کیجیے یا آگے بڑھائیے۔

☆ اندازۂ قدر میں قدر پیمائی کے مندرجہ ذیل طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

- شخصیت کا خاکہ
- طلبا کی توضیحی تفصیلات کا ریکارڈ (anecodets)
- گفتگو اور معاون درسی سرگرمیوں میں شرکت
- لسانی کھیل
- رپورٹ کی تیاری اور پیش کش
- زبان کی نشو ونما کے لئے مختلف سرگرمیوں میں شرکت
- کتابوں اور کارکردگی پر تبصرے

☆ لسانی قدر پیمائی کے عمل میں نمبر یا رینک (rank) کے بجائے لسانی قابلیت کی سطح پر معیار کے پہلوؤں کی قدر پیمائی کے لیے گریڈ دیا جانا زیادہ بہتر ہوگا۔

SCERT TELANGANA

- ☆ وقفہ جاتی قدر پیمائی کے بجائے متواتر قدر پیمائی ہونی چاہیےاور تدریسی،آموزشی عمل کالازمی حصّہ ہونا چاہیے۔
- ☆ قدر پیمائی کو تدریسی عمل کے اغراض و مقاصد جیسے لسانی آئیٹم ،لسانی مہارتوں پر قدرت حاصل ہونا،اظہارِ خیال کی مہارت،ادب میں دل چسپی،مثبت رویّہ،جمالیاتی احساس،تہذیب رسم ورواج،ترجمے کی مہارت،تخلیقی تحریروں کی تحسین اور حوصلہ افزائی وغیرہ پر مبنی ہونا چاہیے۔
- ☆ قدر پیمائی کو معروضیت پر مبنی ہونا چاہیے۔طلبا کو درسی کتابوں سے آگے حوالہ جاتی کتب،اصل متن،لغات،انسائکلو پیڈیا،اور مختلف مضامین کو بھی پڑھنا چاہیے۔یہ مواد طلبا کو فراہم کرایا جانا چاہیے۔
- ☆ قدر پیمائی کو طلبا کی جسمانی،ذہنی،جذباتی،اخلاقی ترقی میں بھی معاون ہونا چاہیے۔
- ☆ مختصراًقدر پیمائی کے عمل کے ذریعے بچے کی شخصیت کی اخلاقی،جمالیاتی،سماجی،اور ذہنی نشو ونما کو یقینی بنانا چاہیے۔

SCERT TELANGANA

6. استاد کی تربیت

تعارف :

طلبا کی ترقی میں استاد مرکزی رول ادا کرتا ہے۔جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ بچے ایک اچھے خاصے لسانی ذخیرے اور دوسری بہت سی معلومات کے ساتھ اسکول میں داخل ہوتے ہیں اور انھیں اسے بڑھانے کے لئے تمام ممکن مواقع کی ضرورت ہوتی ہے۔اس تناظر میں استاد کا رول بہت اہم ہوتا ہے۔اسے موضوعی مواد کے علم کے ساتھ یہ جاننے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔کہ وہ بچوں کے لیے بہتر مواقع کیسے پیدا کرے کہ وہ نئے موضوعات کی تفہیم وتحصیل کے لئے پروجیکٹ اور دوسری سرگرمیوں میں مصروف ہوسکیں۔ بچوں کو نہ صرف وہ چیزیں سیکھنے کے قابل ہونا چاہیے جو درسیات میں موجود ہیں بلکہ انھیں وقت کے ساتھ خود مختار آموز گار (Autonomous Learner) ہونا چاہیے تاکہ وہ خود سیکھ سکیں۔استاد کی ذمہ داری اس کو یقینی بنانا ہے کہ بچوں کو ایسے مواقع فراہم کئے جائیں۔اگر کسی خاص موضوع کو سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو انھیں کچھ اشارات بھی دئے جانے چاہئیں۔یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے جب ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ اساتذہ ملازمت سے پہلے اور ملازمت کے دوران مسلسل تربیت حاصل کرتے ہیں۔اس لیے اساتذہ کے تربیتی پروگراموں کی منصوبہ بندی عارضی ہونے کے بجائے جیسا کہ آج کل چلن ہے، بہت محتاط اور طویل مدّتی ہونی چاہیے۔

اساتذہ سے توقع کی جاتی ہے وہ بچوں کی نفسیات، آموزشی عمل، زبان کے بنیادی نظریات کی وضاحت، ریاضی، سائنس کی تربیت حاصل کریں گے اور وہ مضامین جن میں انھیں مہارت ہے، ان کی بھی مزید بہتر مسلسل اور تربیت لیں گے۔ محققین ہمیشہ کلاس روم میں تدریس وآموزش کے نئے طریقۂ کاروں کی سفارشات کرتے ہیں۔اساتذہ کو وقت بہ وقت ان کی جانکاری ملتی رہنی چاہیے۔انھیں صنفی معاملات،، معذور بچوں اور سماج میں حاشیے پر زندگی بسر کرنے والے طبقات کے بچوں کے بارے میں حساس ہونا چاہیے۔انھیں تعلیمی میدان میں ٹیکنالوجی کے مسلسل، بہتر استعمال کی تربیت حاصل کرنے کی ضرورت بھی ہے۔یہ بات بھی اہمیت رکھتی ہے کہ تمام اساتذہ کو بچوں کی امکانی آموزشی صلاحیتوں کا علم ہونا چاہیے؛ سب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ہر عام بچّہ زبان کے پیچیدہ اور وقیع ڈھانچے کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔اس لئے اگر اسے مناسب مواقع اور مدد دی جائے تو وہ کسی بھی مسئلے کو حل کرسکتا ہے۔

اسکولی درسیات میں زبان ہمیشہ دو کردار ادا کرتی ہے۔پہلی زبان بہ حیثیت مضمون اور دوسری ان مضامین کو پڑھانے کے لئے ایک وسیلے کے طور پر، جو بہ حیثیت زبان نہیں پڑھائے جاتے۔ زبان کے استاد کو ان پہلوؤں کو سامنے رکھ کر ہی زبان کی تدریس کرنی چاہیے اور دوسرے اساتذہ کو بھی اس سے واقف ہونا چاہیے کہ ہر مضمون کی کلاس، ایک اعتبار سے زبان کی کلاس بھی ہوتی ہے۔

قومی درسیاتی خاکہ 2005 اور آر ٹی ای 2009

قومی درسیاتی خاکہ 2005 کے مطابق اساتذہ محض استاد نہیں ہوتے بلکہ وہ علم کی تشکیل میں طلبا کی مدد بھی کرتے ہیں۔ حالیہ حقِ تعلیم ایکٹ 2009 بھی تعلیم کے میدان میں اساتذہ کی اہمیت اور ان کی ذمہ داریوں اور فرائض پر زور دیتا ہے اس کے پیشِ نظر اساتذہ کو این سی ایف 2005 اور آر ٹی ای 2009 کی کی سفارشات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے طریقۂ کار کو بدلنا پڑے گا۔

این سی ایف 2005 اور آر ٹی ای 2009 اس بات پر زور دیتا ہے کہ کلاس میں تدریسی آموزشی سرگرمیوں کو موثّر بنانے کے لئے اساتذہ کی تربیت اور تیاری بہت اہم ہے۔ اساتذہ کی تربیت کو محض وقتی عمل ہونے کے بجائے مقررہ وقفوں کے ساتھ ایک مسلسل عمل ہونا چاہیے آر ٹی ای 2009 تمام سطحوں پر بچوں کی تعلیم میں اساتذہ کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں 'کیا کرنا ہے' اور 'کیا نہیں کرنا ہے' کے بارے میں وضاحت سے بتاتا ہے۔ اس ایکٹ کے کُچھ سیکشن درج ذیل ہیں۔

☆ **سیکشن 8 اور e 9:**

اسکول اس بات کو یقینی بنائے گا کہ کمزور اور پسماندہ طبقات کے بچوں کے خلاف امتیازی سلوک نہ کیا جائے یا انھیں بنیادی تعلیم کے حصول یا تکمیل سے کسی بھی وجہ سے نہ روکا جائے گا۔

☆ **سیکشن 16 (آر ٹی ای 6:2009)**

کسی بھی بچے کو اس کی بنیادی تعلیم کے مکمل ہونے تک کسی کلاس میں نہ روکا جائے یا اسکول نہ نکالا جائے گا۔

☆ **سیکشن 17.1 (آر ٹی ای 6 : 2009)**

کسی بھی بچے کو کسی قسم کی جسمانی سزا یا ذہنی اذیت نہیں دی جائے گی۔

☆ **سیکشن 1-B 24 (آر ٹی ای 8 : 2009)**

اساتذہ کو درسیات کی تدریس و تکمیل، سیکشن 29 کے ذیلی سیکشن (2) کے مطابق کرنی ہوگی۔ مثلاً درسیات اور قدر پیمائی کے عمل میں درج ذیل چیزیں شامل ہونی چاہئیں:

(a) آئین میں درج اقدار کی تصدیق۔

(b) بچے کی تمام صلاحیتوں کی ہمہ جہت ترقی۔

(c) بچے کی اہلیتوں اور امکانی علمی صلاحیتوں کی تعمیر۔

(d) جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی حتی المقدور ترقی۔

(e) سرگرمیوں اور تلاش وجستجو کے ذریعے ایسی آموزش جو طفل مرکزی اور بچے کے لئے دوستانہ ہو۔

SCERT TELANGANA

(f) بچے کو خوف وہراس اذیت اور اضطراب سے آزاد کرانا اور اسے اپنے خیالات کے آزادانہ اظہار کے مواقع کی فراہمی۔

(g) بچے کے علم، تفہیم اور دیگر صلاحیتوں کی متواتر مبسوط قدر پیمائی۔

سیکشن 24(e): (آر ٹی ای 8 : 2009)

اساتذہ کو بچوں کے والدین اور سرپرستوں کے ساتھ مستقل ملاقاتیں کرنی ہوں گی اور انھیں بچوں کی حاضری، آموزشی صلاحیت، آموزشی ارتقا، اور بچے سے متعلق دوسری ضروری معلومات باقاعدگی سے دینا ہوں گی۔

سیکشن 7 ذیلی سیکشن (6) (آر ٹی ای 4 : 2009)

مرکزی حکومت

(a) سیکشن 29 کے تحت دئے گئے تعلیمی اختیار کی مدد سے قومی درسیاتی خاکہ تیار کرے گی۔

(b) اساتذہ کی تربیت کے لئے معیارات مقرر کرے گی اور انھیں نافذ کرے گی۔

(c) ریاستی حکومت کو استعداد، منصوبہ سازی، جدت کاری، تحقیق کے لئے تکنیکی تعاون اور وسائل مہیا کرائے گی۔

سیکشن 8 ذیلی سیکشن-I اور سیکشن 9 ذیلی سیکشن۔

☆ ریاستی اور مقامی سطح پر اساتذہ کو تربیت کی سہولت مہیا کرانا۔

درج بالا نکات کے پیشِ نظر اس نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے کہ زبان کے استاد کی حیثیت سے ایسے ہی افراد کی تقرری ہونی چاہیے جن کی تربیت صرف اسی مقصد سے ہوئی ہو۔

☆ حقِ تعلیم 2009 سیکشن 24,27,28,29 تمام سطحوں پر اساتذہ کے لئے تربیتی پروگراموں کی از سرِ نو تشکیل کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ تربیتی پروگرام، ایسا آزادانہ علمی اور آموزشی ماحول پیدا کرنے میں معاون ہوتے ہیں جس میں اساتذہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھا سکیں۔

☆ درسیات کو تجربات اور سرگرمیوں سے بھرپور ہونا چاہیے۔ یشپال کے مطابق جو افراد، تدریس کی تربیت لیتے ہیں انھیں خود آموز گار رہنا چاہیے۔ انھیں اپنے فکری عمل کو ترقی دینا چاہیے۔

☆ اساتذہ کے تربیتی پروگرام اساتذہ اور طلبا کی لسانی مہارتوں کی ترقی میں معاون ہونے چاہئیں۔

☆ تربیت حاصل کرنے والے اساتذہ کو نصاب، درسیات، اور درسی کتب کے ناقدانہ جائزے کا موقع ملنا چاہیے۔

☆ اساتذہ کی تربیت ایسی ہو کہ وہ تدریسِ زبان کی تکنیکوں کے ساتھ زبان کی ماہیت، اس کے عناصر، انفرادی اور سماجی زندگی میں اس کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔

☆ استاد کے لئے متواتر مبسوط قدر پیمائی کے ایک ضروری جُز کے طور پر زبان کے اصولوں کو جاننا ضروری ہے۔

SCERT TELANGANA

☆ اسکول، منڈل وسائل مرکز، ڈی آئی ای ٹی (DIET) آئی اے ایس ای (IASE) سی ٹی اے (CTA) اور ایس سی ای آر ٹی (SCERT) کے پاس اتنے وسائل ہو کہ وہ اپنی سطح پر دورانِ ملازمت اساتذہ کے لئے تربیتی پروگرام منعقد کرا سکے۔

☆ زبان کی تدریس ادب کی تدریس نہیں ہے، یہ بات استاد کو ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے اسے سبق میں موجود مواد کے بجائے زبان کی ہئیت اور ڈھانچے وغیرہ کو اہمیت دینی چاہیے۔

☆ زبان کے استاد کو موثر تدریس کے لئے جدید ترین ٹکنالوجی کا استعمال کرنا چاہیے۔

☆ تربیتی مراکز میں اساتذہ اور ان کے تربیت کاروں کے لئے ایک اچھی لائبریری ہو جس میں حوالوں کے لئے انسائکلو پیڈیا، لغات، حوالہ جاتی کتب اور متن پر مبنی کتابیں ہوں۔

☆ تدریسِ زبان اور تدریسی مواد کے ماہرین کے گروپ اپنے وسیع تجربات کے تبادلے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

☆ اساتذہ کی تربیت کی نوعیت شرکت کی ہو۔ اسے اصلاحی نوعیت کا نہیں ہونا چاہیے۔

☆ ایک ایسی مانیٹرنگ ایجنسی کی ضرورت ہے جو چیزوں کو دیکھے ان کا جائزہ لے اور اس کے مطابق نئے سرے سے منصوبہ سازی کرے۔

☆ مقررہ وقفوں پر تمام اساتذہ کے لئے دورانِ ملازمت تربیت لازمی کی جائے۔ یہ پروگرام تعطیلات کے دوران ہوں۔ اگر ضرورت ہو تو اضافی چھٹیاں اور اعزازیہ بھی دیا جائے۔ اساتذہ کسی بھی حال میں تربیت، ورکشاپ، یا ٹیلی کانفرنس کے نام پر اسکول کے باہر نہ بھیجے جائیں۔

SCERT TELANGANA

7. سفارشات

1۔ بچے اپنے گھر اور پاس پڑوس میں بولی جانے والی زبان کے ذریعے ہی اپنے اردگرد کی دنیا بشمول تہذیب، ریاضی اور ماحول کا علم حاصل کرتے ہیں۔ اسکول میں ان کی زبانوں کا احترام کیا جانا ضروری ہے اور جہاں تک ممکن ہو بچوں کی ابتدائی تعلیم انھیں زبانوں کے ذریعے ہونی چاہیے۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ تعلیم کے صرف کثیر لسانی فریم ورک میں ہی ایسا کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات ان قبائلی اور اقلیتی لسانی گروہوں کے لئے خاص طورا ہم ہے جن کی زبانوں کو سماج اور اسکول میں نظر انداز کیا جاتا ہے اور ان پر جمود طاری ہو چکا ہے۔

2۔ دیگر زبانوں اور انگریزی کی تدریس کے لئے بھی ہمارے پاس اعلیٰ تربیت یافتہ استاد ہوں جن کے پاس انگریزی کی اعلیٰ سطحی قابلیت ہو۔ وہ بچے جنھوں نے تلگو میڈیم/ مادری زبان کے ذریعے تعلیم حاصل کی ہو انھیں بھی انگریزی میڈیم اسکولوں میں داخلہ دیا جاسکتا ہے۔ اگر بچے اپنا ذریعۂ تعلیم بدلنا چاہیں تو انھیں اسی اسکول میں اس کی اجازت ملنی چاہیے۔ سرکار کو میڈیم تبدیل کرنے والے بچوں کو ان کی ضرورت کے مطابق سہولیات، مواد اور تربیت فراہم کرائی جانی چاہیے۔

3۔ پوری اسکولی تعلیم کے دوران ذولسانیت کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے کیوں کہ ذولسانیت اور تحصیلِ علم میں ایک مثبت رشہ ہے. جب تک زبانوں کی اعلیٰ سطحی کارکردگی کو یقینی نہیں بنایا جاتا اس وقت تک سائنس، سوشل سائنس اور ریاضی کی تحصیل اکتساب کی سطحیں بہتر نہ ہوسکیں گی۔

4۔ اس سلسلے میں اسکول کے ابتدائی برسوں میں زبان کی کلاسوں کو زیادہ وقت دیا جانا ایک اہم ضرورت ہے۔ اسکول کے پہلے دو تین برسوں میں کثیر لسانی نقطۂ نظر سے اسکول کے کلینڈر کے ایک بڑے حصّے کو لسانی سرگرمیوں کے لئے مختص کرنا چاہیے

5۔ نصاب بنانے والوں، درسی کتابوں کے مصنفین اور اساتذہ کے تربیت کاروں کو چاہیے کہ لسانی کارکردگی کی سطح کو بلند کرنے کے لئے مختلف مضامین اور زبانوں کے درمیان رابطے کا نظام وضع کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

6۔ چوں کہ اعلیٰ سطحی لسانی صلاحیتیں ایک زبان سے دوسری زبان میں خود بخود منتقل ہوتی ہیں اس لئے پورے درسیات میں زبانوں پر خاص توجہ دی جانی چاہیے۔

7۔ سنسکرت ایک کلاسیکی زبان ہے جس سے تلگو نے بہت کچھ حاصل کیا ہے اسے چھٹی کلاس سے بہ حیثیت مضمون متعارف کرایا جانا چاہیے۔

8۔ قدر پیمائی کے عمل میں تدریس و آموزش (ٹی ایل پی) کی حکمتِ عملی، طریقۂ تدریس، مواد کی فراہمی، یہ یقینی بنانے کے لئے ہونی چاہیے کہ بچہ تلگو/ مادری زبان، ہندی، انگریزی، اور اگر ممکن ہو تو کسی غیر ملکی زبان کی اعلیٰ سطحی قابلیت کے ساتھ اسکول سے نکلیں۔

9۔ اساتذہ کو ہمیشہ کلاس میں بولی جانے والی رنگارنگ زبانوں سے واقفیت ہونی چاہیے اور زبان سکھانے کے عمل میں ان زبانوں کا استعمال اس خاکے میں دیئے گئے مشوروں کے مطابق، ایک وسیلے کے طور پر کرنا چاہیے۔ قبائلی علاقوں پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ کوشش کی جانی چاہیے کہ وہاں ایسے اساتذہ ہوں جو اس علاقے کی زبان سے واقف ہوں۔

10۔ دل چسپ، فکر انگیز اور چیلنجنگ درسی کتابیں اور مختلف مضامین پر محیط دیگر کتابوں کی تیاری اور طریقۂ کار کے علاوہ مختلف زبانوں میں اعلیٰ سطحی قابلیتوں کو یقینی بنانے کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ کا انتظام کرنا بھی بہت اہم ہے۔

11۔ تدریس کی بنیاد ایسے متن پر ہونی چاہیے جو مختلف سیاقوں یا صورت حال میں، زبان کے استعمال پر مبنی ہو۔

12۔ اساتذہ کے تربیتی پروگراموں کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے، ان کے لئے ایسے تربیتی اداروں کے قیام کی ضرورت ہے جہاں سے لسانی تدریسی طریقۂ کار میں واقعی ماہر اور قابل تربیت کار مل سکیں۔ ایسے غیر سرکاری اداروں سے رابطہ قائم کرنے کی بھی ضرورت ہے جنھوں نے تدریسِ زبان کے طریقۂ کار میں نئی اختراعات کی ہوں۔

13۔ ریاستی اور بین ریاستی دونوں سطحوں پر تعلیمی پالیسی میں زبان کی مرکزیت کو ختم کرنے کی فوری کوشش ہونی چاہیے۔

14۔ کثیر لسانی کلاس روم، جو آندھرا پردیش میں عام طور پر پائے جاتے ہیں، تعلیم کی راہ میں رُکاوٹ بننے کے بجائے ایک وسیلہ سمجھے جانے چاہئیں۔ تہذیبی اور لسانی تنوع کے سلسلے میں بیداری پیدا کرنے نیز سماجی رواداری کو بڑھانے کے لئے کثیر لسانی اور کثیر ثقافتی کلاس روم کا استعمال تخلیقی انداز میں کیا جانا چاہیے۔

15۔ وہ قبائلی اور اقلیتی زبانیں جو آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہیں اور جن کی بقا تیزی سے آنے والی سماجی تبدیلیوں اور گلوبلائزیشن کی وجہ سے خطرے میں پڑ گئی ہے، ان کے تحفظ، بحالی اور فروغ کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

16۔ حالانکہ مذہبی، تہذیبی اور سماجی تعصّبات کوختم کرنے کی ذمہ داری پورے تعلیمی درسیات کی ہے، پھر بھی زبان کی کلاس مطلوبہ سماجی تبدیلیوں کے ضمن میں سب سے زیادہ کامیاب اور موثّر میدان ہوسکتا ہے اور ایک ذمہ دارانہ ڈسکورس قائم کرنے کے لئے، آموزشی مواد تیار کرنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

17۔ ہمارے علم کا ایک بڑا حصہ واضح صنفی تعصب پر مبنی ہے جو زبان کے ذریعے مستقل تشکیل پاتا اور پھیلتا ہے۔ اگر ہم ایک جمہوری سماج چاہتے ہیں تو ہمیں علم کے صنف زدہ ڈھانچے کوختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

18۔ اندازۂ قدر کا عمل نہ تو قطعی اور حتمی سمجھا جانا چاہیے اور نہ ہی اسے محض قواعد کے علم اور عبارت کی سرسری قرأت پر مرکوز ہونا چاہیے۔ یہ مسلسل اور جامع ہونا چاہیے۔ جس میں لسانی تنوع کے ان پہلوؤں پر زور دیا گیا ہو جو مختلف اصناف اور بولیوں میں پائی جاتی ہیں نیز پورے درسیات پر مشتمل، ترسیلِ زبان سے متعلق کاموں کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہو۔ قدر پیمائی کے لئے بہت سے طریقے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً مباحثے، مکالمے، کہانی لکھنا، شخصی خاکے، اور حکایتیں وغیرہ۔

19۔ ایسی مشترک تعلیم کے لئے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے جس میں تمام بچوں کی، بشمول ایسے بچوں کے جو کسی قسم کی معذوری کا شکار ہیں، بھرپور شرکت ہو سکے۔ تمام اسکولوں میں محفوظ راستے اور ایسے بیت الخلا ہوں جن کا استعمال معذور بچے کرسکیں۔ ان کے لئے ڈھلوان راستے (Ramp) ٹیکٹکل ٹائلز (Tacticale Tiles) ہوں۔ اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہیے کہ اسکول کی ثقافتی اور علمی سرگرمیوں میں ایسے بچوں کی بھی پوری شرکت ہو سکے جو کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے معذور ہو گئے ہیں۔ کسی دماغی خامی کے شکار بچوں کو خاص مدد کی ضرورت ہوتی ہے، جو انھیں ملنی ہی چاہیے۔ مگر بینائی، سماعت اور ہڈیوں کی کمزوری کے شکار بچوں کے معاملے میں تکنیکی مدد فراہم کرایا جانا بالکل ممکن ہے تاکہ وہ دوسرے بچوں کے ساتھ پڑھائی کرسکیں۔ اس کے لئے ہمیں سائینرز اور عددی کتابوں (Digitized Books And Signers) کی ضرورت ہے۔

20۔ زبان کے فروغ کے لئے ایس سی ای آر ٹی SCERT کو این سی ای آر ٹی NCERT اور سی آئی ایل ایل CILL میسور کی مدد سے آن لائن بین تعاملی تدریس کی سہولت مہیا کرانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی دل چسپ اور زبان سے متعلق ٹیلی ویژن پروگرام بھی بنانے چاہئیں۔

21۔ کیوں کہ تعلیمی درسیات میں زبان کے روز بہ روز بڑھتے ہوئے رول کو سمجھ لیا گیا ہے۔ اس لئے تمام اساتذہ کے لئے ضروری ہے کہ زبان کی ماہیت، ساخت اور زبان کے استعمال پر مرکوز مخصوص تعارفی تربیتی کورسوں میں شریک ہوں۔ اور ایسی حکمتِ عملیاں بنائی جائیں جو زبان اور ان زبانوں کے سیکھنے والوں، دونوں کی ترقی میں

معاون ہوں۔

22۔ مطالعے کی عادت کی حوصلہ افزائی کے لئے ہراسکول میں ادبی کتابوں کی فراہمی کا پورا انتظام ہونا چاہیے۔ بچوں کو آزادانہ مطالعے اور تحریری کام میں شامل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔ ڈائری لکھنے کے لئے بچوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ اسکول لائبریریوں کو بہتر بنانے کے لئے بچوں کے ادب کی کتابیں منگوائی جانی چاہئیں۔ ہراسکول میں مطالعاتی مواد ہونا چاہیے جس تک بچوں کی رسائی ہو سکے۔

23۔ سوشل سائنس، سائنس اور زبان کی درسی کتابوں میں ایسی زبان کا استعمال ہو جوان کے لئے ایک پُل کا کام کر سکے۔ کُچھ سائنسی، سماجی تصورات، زبان کی پریشانی کی وجہ سے طلبا کے لئے ناقابلِ فہم رہ جاتے ہیں۔

24۔ پرائمری سطح کے بچوں میں تجسس اور دلچسپی پیدا کرنے کے لئے درسی کتابیں کہانیوں، گیتوں، بچوں کی نظموں بات چیت وغیرہ پر مشتمل ہونی چاہئیں جو ایک ڈسکورس کی شکل میں ہوں۔ پرائمری کے بعد درسی کتابوں کے ڈسکورسوں کو مختلف علاقوں اور ادوار کے ادبیات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ اس سے طلبا کی سوچ میں وسعت پیدا ہوگی اور وہ مکالمے سیکھ سکیں گے۔

25۔ زبان کی تدریسی آموزشی سرگرمیاں ایسی ہونی چاہئیں جو بچوں کو اپنے تجربات، خیالات، احساسات، نظریات اور دلچسپیوں کے اظہار کی آزادی کے پورے مواقع فراہم کریں۔

26۔ رٹے رٹائے حافظے کی حوصلہ شکنی کے لئے کلاس میں ایسی تدریسی آموزشی سرگرمیاں ہوں جس سے بچے میں خیال انگیزی کی قوت بڑھے۔ زبان کی ترقی کے لئے مقابلے، مثلاً ادبی رسالوں کے لئے لکھنا، مذاکرے، مضمون نویسی، نظم سرائی، ادبی کوئیز، وغیرہ منعقد ہونے چاہیے۔ اور انھیں اسکول کی روزمرّہ سرگرمیوں کا حصّہ ہونا چاہیے۔

27۔ بچوں کی تعلیمی ترقی، تدریسی آموزشی عمل، اور اساتذہ کی کارکردگی کے لئے نشانات (Indicators) مقرر کئے جائیں اور ان پر نظر رکھی جائے۔

28۔ ریاستی اور ضلعی سطح پر لسانی مرکز کھولے جائیں اور اسکولی سطح سے ریاستی سطح تک لسانی میلوں کا انعقاد کرایا جائے۔

29۔ زبان کی ترقی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے لئے ہر استاد کو اساتذہ کے تربیتی پروگراموں، اجلاسوں اور میٹنگوں میں شرکت کرنی چاہیے جو اسکول سے ریاستی سطح تک منعقد کئے جائیں۔

30۔ زبان کے تدریسی طریقۂ کار اور زبان کی آموزش کے میدان میں چھوٹے چھوٹے تحقیقی پروجیکٹوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔

SCERT TELANGANA

ضمیمہ۔ا : صلاح کاراوراراکین لسانی کمیٹی

صلاح کار

پروفیسر رما کانت اگنی ہوتری

پروفیسر ایچ۔کے۔دیوان

ڈاکٹرعبدالرشید

ڈاکٹر نجمہ رحمانی

ودیا بھون سوسائٹی،اودے پور۔

1۔ ڈاکٹر راواسری ہری

ریٹائرڈوائس چانسلر،ڈراوڑیونیورسٹی، کپّم ،چتوڑ،ضلع۔آندھر پردیش۔

2۔ ڈاکٹر پرنکی دکشنا مورتی

ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر، تلگواکیڈمی۔

3۔ ڈاکٹرڈی۔چندر شیکھر ریڈی

ریٹائرڈ پرنسپل، آندھراسرسوتاپریشد،پراچیہ کلاشالا، نلاکنٹا حیدرآباد، آندھراپردیش۔

4۔ ڈاکٹر ڈی۔سنبھامورتی

ریٹائرڈ پرنسپل، گورنمنٹ کالج ٹیچرایجوکیشن۔ورانگل،آندھراپردیش۔

5۔ پروفیسرسادیوڑ،ایس سی ای آرٹی، آندھراپردیش،حیدرآباد۔

SCERT TELANGANA

6۔ سورنا ونائک

ایچ ایم۔جی پی ایس، منتھنی ، ضلع کریم نگر، آندھراپردیش۔

7۔ وی چینیہ،

ایس۔اے تلگو، زیڈ پی ایچ ایس، نرسنگ، رنگاریڈی ضلع، آندھراپردیش۔

8۔ وی شرت بابو

ایس اے، تلگو گورنمنٹ ہائی اسکول، امبر پیٹھ حیدرآباد، آندھراپردیش۔

9۔ جی۔نرائنا

تلگو لیکچرر، ڈی آئی ای ٹی، رائے چوٹی ضلع وائی۔ایس۔آر، آندھراپردیش۔

10۔ وی سورنا لتا

ایس اے، پتا پتی سیما، پولا ورم، ویسٹ گوداوری، آندھراپردیش۔

11۔ کے۔رمیش راؤ

ایس اے، سواران ہائی اسکول، کریم نگر۔

12۔ کے۔بودھو جی چودھری

تلگو لیکچرر، آئی اے ایس ای حیدرآباد، آندھراپردیش۔

13۔ کے۔آر۔ٹی۔یل۔جوتی رمیا

لیکچرر، آئی اے ایس ای حیدرآباد، آندھراپردیش۔

14۔ جناب کمارانو یم،

وی پی ایس، اودے پور۔

15۔ مس ادیتی مجمدار

وی بی ایس، اودے پور۔

16۔ مسٹر پشپاراج راناوات

وی بی ایس، اودے پور۔

لنگویج کمیٹی کورڈی نیٹر: این سروجنی دیوی، لیکچرر، ایس سی ای آر ٹی، حیدرآباد، آندھراپردیش۔

صدر، شعبۂ درسیات: ڈاکٹر این۔اوپندر ریڈی پروفیسر، ایس سی ای آر ٹی، حیدرآباد، آندھراپردیش۔

SCERT TELANGANA

ضمیمہ ۲

حوالہ جات :

اگنی ہوتری، آر۔کے،

Errors as Learning Strategies'. 1988.

انڈین جرنل آف اپلائیڈ لنگوسٹکس 14. 1:1-4.

اگنی ہوتری، آر۔کے،

'India: multilingual perspective'.In Nigel, T (ed), *Democratically speaking:* 1992.

ساؤتھ افریقہ، سالٹ ریور: لینگویج پروجیکٹ۔

اگنی ہوتری، آر۔کے،

Teacher's pace in the classroom'. *The Language Curriculum: dynamics of changes*(vol.I). 1995

رپورٹ آف انٹرنیشنل سیمینار، سی آئی ایف ایل۔حیدرآباد۔

اگنی ہوتری، آر۔کے، کھنہ، اے ایل، (مرتّبین)

Second Language Acquisition: Socio Cultre and Linguistic Aspects of English in India. 1994

(آر اے ایل1) ساگا پبلیکیشنز، نئی دہلی۔

اگنی ہوتری، آر۔کے، کھنہ اے ایل، (مرتبین)

English Language Teaching in India: Issues and Innovations. 1995

(آر اے ایل2) ساگا پبلیکیشنز، نئی دہلی۔

اگنی ہوتری، آر۔کے، کھنہ اے ایل۔

"Social psychological perspective on second language learning: A

SCERT TELANGANA

critique" In singht(ed) *Grammer,Language and society.* 1997
ساگا پبلیکیشنز، نئی دہلی۔
اگنی ہوتری، آر۔ کے، کھنہ اے ایل، سچدیوا۔(مرتبین)
"*Social psychological perspective on second language learning:* 1991
(آر اے ایل4) ساگا پبلیکیشنز نئی دہلی۔
ایڈرسن، جےسی۔اور بریٹا اے۔(مرتبین)
Evaluating Second Language Education. 1992
کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج۔
ایڈرسن، جےسی۔کلیفم، سی اور وال، ڈی
LanguageTest Construction and Evaluation. 1995
کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج۔
آل رائٹ ڈی، اور بیلی، کے۔ایم
focus on the Language Classroom. 1991
کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج۔
آل رائٹ، آر۔ایل۔
What do we want teaching materials for? 1981
ای ایل ٹی .36.1:5-18
اروڑا۔جی۔ایل
Chiled centrd Education for Learning without Burden. 1995
کرشنا پبلشنگ کمپنی، گڑگاؤں:
بومونٹ۔ایم۔
The Teaching of Reading Skills in Second/Forgien Language. 1996
پترس: دی ہیلینک اوپن یونیورسٹی۔
کیرول۔جے۔بی۔(مرتبہ)

Language, Thought and Reality: Selected Writings of Benjamin Lee Whorf. *1956*

جان ولی اینڈ سنز، نیویارک۔

چومسکی، این۔

Language and Mind.1972

ہارکورٹ انڈ بریس جووانووچ۔ نیویارک

چومسکی، این۔

Powers and Prospects: Reflections on the Human nature and Social Orders: 1996

مدھیم بکس، دہلی۔

ایڈورڈ۔ وی۔

The power of Babel: Teaching and Learning in Multilingual Classroom 1998

سٹاک۔ آن۔ ٹرینٹ: ٹرینتھم بک۔

گارڈنر۔ ایچ۔

Mltiple Intelligences: The Theory in Practice. 1993

بیسک بکس، نیویارک

گپتا۔ آر۔ ایس

Selecting Reading Materials: 1994

بشمولہ اگنی ہوتری، آر کے کھنہ، اے۔ ایل (مرتبین)

Second Language Acquisition. 1994

ساگا پبلیکیشنز، نئی دہلی۔

ایلک، آئی۔

Preface to Pattananyak, MultiLingualism and Mother Tongue Education. 1981

SCERT TELANGANA

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

جے پرسن،او۔

Languages: Its, Nature Development and Origin. 1922

ڈبلیو۔ڈبلیو۔نورٹن۔

منسٹری آف ایجوکیشن،ایجوکیشن کمیشن’’کوٹھاری کمیشن‘‘ 1964..1966

Education and National Development. 1966

منسٹری آف ایجوکیشن،گورنمنٹ آف انڈیا۔

Learning Without Burden. October,2004

نیشنل ایڈوائزری کمیٹی رپورٹ۔ایجوکیشن ایکٹ۔منسٹری آف ایچ آر ڈی،ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن۔

National Policy of Education. 1986

منسٹری آف ایچ آر ڈی،ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن۔نئی دہلی۔

*National Curriculum Fram Work.*2009

این سی ای آر ٹی،نئی دہلی۔

رابرٹ۔جے۔

'Self Directed classroom inquiry by teachers: Known benefits, an assesment of criticisms, and implications for teacher-reseacher activity'. *The Language Curriculum: Dynamics of Changes(vol.I). 1995*

انٹرنیشنل سیمینار کی رپورٹ۔سی آئی ای ایف ایل۔

Right to Education 2009

Teaching of Indian Languages.

پوزیشن پیپر۔نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ۔نئی دہلی۔

Teaching of English.

پوزیشن پیپر۔نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ۔نئی دہلی۔

زمیل،وی۔

SCERT TELANGANA

Responding to Student Writing.

ٹی ای ایس اوایل 19.1.

مندرجہ ذیل ویب سائٹ ضرور دیکھیں :

http://www.languageindia.com.

چند جرائد:

سیمینار(سال 2000 کے شمارہ 493 میں

کرشن کمار، پدما۔ایم سارنگپانی، روہٹ دھنکر، محمد طالب، سادھنا سکسینہ، اے آر واسوی، شوبھا سنہا، اروناانتم، گیتا۔بی۔نامیسان کی تحریریں اور درسیات کی ازسرِ نوتشکیل پر مختصر منتخب ببلو گرافی) نئی دہلی، انڈیا۔

سندرب، اک لوّ یہ (ہندی)، ہوشنگ آباد، انڈیا۔

ومرش، دگانتر (ہندی) جے پور، انڈیا۔

سروت، اک لوّ یہ (ہندی) بھوپال، انڈیا۔

بنیادی شکشا (ہندی) اودے پور، انڈیا۔

لینگویج ان سوسائٹی، نیویارک امریکہ۔

جرنل آف ریڈنگ، نیویارک، امریکہ۔

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA

SCERT TELANGANA